www.ShiaPen.com

Edition: 1.0
Dated: 29-09-13

یزید ِملعون

باب نمبر 1: ایک جعلی حدیث کے ذریعے یزید کا دفاع کرنے کی کوشش
باب نمبر 2: علمائےاہل ِسنت کا اقرار کہ یزید کافر و ملعون ہے
باب نمبر 3: واقع ِحرہ
باب نمبر 4: حاصل ِمطالعہ

باب نمبر 1: ایک جعلی حدیث کے ذریعے یزید کا دفاع کرنے کی کوشش

کیا آپ کو ذاکر نائیک اور اس کا یزید کے لیے "رضی اللہ عنہ" کہنا یاد ہے؟ کیا آپ کو اُس "واحد" دلیل کا علم ہے جو ذاکر نائیک نے اس کے حق میں دی تھی؟ ذاکر نائیک اور دیگر تمام یزید پلید کے محبان فقط صحیح بخاری میں موجود ایک روایت کو بنیاد بناتے ہوئے یزید جیسے زانی، شرابی، قاتل، فاسق فاجر شخص کا دفاع کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس طرح اپنی رگوں میں ناصبیت کا نجس خون دوڑنے کا ثبوت دیتے ہیں۔ آئیے اللہ کے بابرکت نام سے شروع کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ حقیقت کیا ہے اور ان لوگوں کے جھوٹ کو اللہ کی مدد سے بے نقاب کرتے ہیں۔

شام کے ناصبیوں کی جھوٹی گھڑی ہوئی روایت

سب کو علم ہے کہ شام کے ناصبی بنی امیہ کے زبردست حمایتی تھے۔ چنانچہ انہوں نے ایک ایسی روایت گھڑی کہ جس سے وہ بنی امیہ کے خلفاء کو جرائم سے پاک کر کے انہیں جنتی بنا سکیں۔ روایت یہ ہے:

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ أَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الْأَسْوَدِ الْعَنْسِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ أَتَى عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَهُوَ نَازِلٌ فِي سَاحَةِ حِمْصَ وَهُوَ فِي بِنَاءٍ لَهُ وَمَعَهُ أُمُّ حَرَامٍ قَالَ عُمَيْرٌ فَحَدَّثَتْنَا أُمُّ حَرَامٍ أَنَّهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا فِيهِمْ قَالَ أَنْتِ فِيهِمْ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ فَقُلْتُ أَنَا فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا

خالد بن معدان روایت کرتاہے:عمیر بن الاسود عنسی نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ عبیدہ بن الصامت کے پاس گیا جبکہ وہ حمص شہر کے ساحل سمندر کے قریب ایک مکان میں اپنی زوجہ ام حرام کے ہمراہ قیام پذیر تھے۔ عمیر نے بیان کیا کہ ام حرام نے انہیں بتایا کہ انہوں نے رسول (ص) سے سنا: میری امت کا پہلا لشکر جو بحری جہاد کرے گا، انکے لئے جنت واجب ہو گی۔ اُم حرام نے پوچھا، یا رسول اللہ، میں ان میں شامل ہوں؟ فرمایا ہاں تو ان میں سے ہے۔ پھر رسول ص نے فرمایا، میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر جہاد کرے گا، وہ مغفور (یعنی بخشا بخشایا) ہے۔ ام حرام نے پوچھا، کیا یا رسول اللہ ص میں بھی ان میں سے ہوں گی؟ فرمایا نہیں۔

اس روایت میں موجود نقائص

اس روایت میں چند بڑے نقص ہیں:

1. یہ روایت "خبرِ واحد" ہے اور صرف اور صرف ایک طریقے سے بیان ہوئی ہے۔ اور نہ صرف یہ "خبرِ واحد" ہے بلکہ یہ اُن تمام روایات کے ذخیرے کے خلاف ہے جو کہ پہلی بحری جنگ اور قیصر کے شہر کے متعلق پیش آنے والے واقعات کو بیان کر رہی ہیں۔

2. اس روایت کے تمام کے تمام راویوں کا تعلق شام سے ہے جو کہ ناصبیوں کا دارالحکومت تھا اور یہاں سے اہلِ بیت علیہم السلام پر مساجد کے منبر رسول سے 90 سال تک مسلسل گالیاں دی جاتی رہی ہیں۔

3. شام کے ناصبی بنی امیہ کی شان میں جھوٹی روایات گھڑتے تھے تاکہ انکا مقام بلند مسلمانوں کی نگاہ میں بلند کیا جا سکے۔

4. ان ناصبیوں کا طریقہ کار آپ کو یہ نظر آئے گا کہ اگر اہلبیت علیہم السلام کی شان میں کوئی روایت موجود ہو گی، اور اس میں غلطی سے بھی کوئی راوی کوفے کا آ جائے (چاہے وہ ثقہ ہی کیوں نہ ہو) تو یہ اسے یہ کہہ کر فورا رد کر دیتے ہیں کہ کوفے والوں کی گواہی اہلبیت علیہم السلام کے حق میں قبول نہیں کیونکہ یہ انکے حامی تھے۔ مگر جب بات آتی ہے شام کے ناصبیوں اور انکی بنی امیہ کی مدح سرائی کی، تو ہر قسم کی روایت کو چوم کر احترام سے سر پر رکھ لیتے ہیں۔

امام ابن حجر عسقلانی صحیح بخاری کی شرح لکھتے ہوئے اس روایت کے ذیل میں لکھتے ہیں

قوله: (عن خالد بن معدان) بفتح الميم وسكون المهملة،والإسناد كله شاميون

اس روایت کے تمام راوی شامی ہیں۔

ناصبی و منافق ثور بن یزید

اس روایت کا ایک راوی ثور بن یزید ہے۔ اگرچہ اس روایت کے تمام شامی راویوں میں سے کسی ایک میں بھی اہلِ بیت علیھم السلام کی محبت نہیں تھی لیکن یہ ثور بن یزید ان میں سے بدترین شخص ہے۔ ہلسنت کے علم رجال کے بڑے آئمہ میں سے ایک یعنی امام محمد ابن سعد اس ثور بن یزید کے متعلق لکھتے ہیں:

وكان جد ثور بن يزيد قد شهد صفين مع معاوية وقتل يومئذ فكان ثور إذا ذكر عليا، عليه السلام، قال: لا أحب رجلا قتل جدي.

ثور بن یزید کے (شامی) اجداد معاویہ ابن ابی سفیان کے ہمراہ جنگ صفین میں موجود تھے اور اُس جنگ میں (حضرت علی کی فوج کے ہاتھوں) مارے گئے تھے۔ چنانچہ جب

بھی یہ ثور علی (ابن ابی طالب) کا نام سنتا تھا تو کہتا تھا: 'میں اُس شخص کا نام سننا پسند نہیں کرتا جس نے میرے اجداد کو قتل کیا ہے'.
طبقات ابن سعد، جلد 7 ص 467

اور امام مالک کبھی بھی اس ثور بن یزید سے روایت نہیں کیا کرتے تھے۔ تبلیغی جماعت کے سربراہ شیخ احمد علی سہارنپوری نے بخاری شریف کی شرح لکھی ہے۔ وہ اس شرح کی جلد1 صفحہ 409 پر لکھتے ہیں:

صر کے شہر پر پہلے حملے والی روایت ثور بن یزید نے بیان کی ہے اور وہ امیر المومنین (علی ابن ابی طالب) سے دشمنی رکھتا تھا.

اور سب سے بڑھ کر،علم رجال کے انتہائی بڑے عالم حافظ ابن حجرعسقلانی اپنی کتاب تہذیب التہذیب، جلد 2، صفحہ 33 پر لکھتے ہیں:

ثور بن یزید قدری مذہب رکھتا تھا .اس کے اجداد نے صفین میں معاویہ (ابن ابی سفیان) کی طرف سے جنگ لڑی اور وہ اس جنگ میں مارے گئے۔ چنانچہ جب بھی علی (ابن ابی طالب) کا ذکر ہوتا تھا تو وہ کہتا تھا: میں ایسے شخص کو دوست نہیں رکھ سکتا جس نے میرے اجداد کو قتل کیا ہو.

اور فتح الباری میں علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ثور بن يزيد الحمصي أبو خالد اتفقوا على تثبته في الحديث مع قوله بالقدر قال دحيم ما رأيت أحدا يشك أنه قدري وقال يحيى القطان ما رأيت شاميا أثبت منه وكان الأوزاعي وبن المبارك وغيرهما ينهون عن الكتابة عنه وكان الثوري يقول خذوا عنه واتقوا لا ينطحكم بقرنيه يحذرهم من رأيه وقدم المدينة فنهى مالك عن مجالسته وكان يرمي بالنصب أيضا وقال يحيى بن معين كان يجالس قوما ينالون من علي لكنه هو كان لا يسب قلت احتج به لجماعة ...
فتح الباری، ج 1 ص 394

رسول اللہ کی گواہی :علی بن ابی طالب سے بغض رکھنے والا منافق ہے

قال علي والذي فلق الحبة وبرأ النسمة إنه لعهد النبي الأمي صلى الله عليه وسلم إلي أن لا يحبني إلا مؤمن ولا يبغضني إلا منافق

زر کہتے ہیں کہ علی (ابن ابی طالب) نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جو ایک بیج سے زندگی پیدا کرتا ہے کہ رسول اللہ ص نے مجھے سے وعدہ فرمایا کہ اے علی نہیں کرے گا تجھ سے کوئی محبت سوائے مومن کے، اور نہیں رکھے گا کوئی تجھ سےکوئی بغض

سوائے منافق کے۔
صحیح مسلم، حدیث 113

اگر اب بھی علی بن ابی طالب سے کھلا بغض رکھنے والے اس ناصبی و منافق کی روایت اگر کوئی سرآنکھوں پر رکھنا چاہے تو اللہ اُس کا نگہبان اور اسکا حشراسی ثور بن یزید کے ساتھ ہو۔ آمین۔

پہلی بحری جنگ کی اہمیت بالمقابل بیعت رضوان

محترم قارئین، اگر یہ روایت واقعی صحیح ہے تو پھر کیا اس کا مطلب یہ نہیں نکلا کہ پہلی بحری جنگ اور قیصر کے شہر پر حملہ کرنے کی اہمیت بیعتِ رضوان کے برابر ہے؟ بلکہ بیعت رضوان کے وقت تو اللہ انکے صرف ایک فعل سے راضی ہوا تھا لیکن بحری جنگ اور قیصر کے شہر پر حملہ کرنے کی صورت میں تو جنت اور مغفور ہونے کا وعدہ تو بیعت رضوان سے بھی بہت بڑا ہوا!

اب بیعت رضوان کی اہمیت خود دیکھئے کہ اللہ خود اسکا ذکر قرآن پاک میں کر رہا ہے۔ پھر اللہ کا رسول (ص) خود اپنے ہاتھوں پر بیعت لے رہے ہیں اور پھر یہ بیعت رضوان ہر مسلمان بچے بچے کی زبان پر عام ہو جاتا ہے۔ صحابہ کا پورا ایک مرتبہ بن جاتا ہے کہ کس نے بیعت رضوان میں شرکت کی اور کس نے نہیں اوربیعت رضوان میں حصہ لینے والے صحابہ کا نام سینکڑوں کتابوں میں سینکڑوں روایات کی صورت میں محفوظ ہو جاتا ہے۔

سوال: پھر بحری جنگ کی روایت جو اہمیت میں بیعت رضوان کے برابر ہے، وہ کیوں صرف اور صرف ایک خاتون بیان کر رہی ہیں؟

کیا آپ کو علم ہے کہ اس پہلی بحری جنگ اور قیصر کے شہر پر حملے والی روایت صرف اور صرف ایک عورت سے مروی ہے؟ اب چند سوالات یہ اٹھتے ہیں:

1. اگر پہلی بحری جنگ اتنی ہی اہم تھی جتنی کہ بیعتِ رضوان، تو پھر اسکا علم صرف اور صرف ایک عورت کو ہی کیوں تھا؟

2. اور پھر یہ کہانی بھی اُس خاتون سے اُس وقت منسوب کی جاتی ہے جبکہ انکی رحلت ہو چکی ہوتی ہے ۔چنانچہ وہ خاتون نہ اسکی تصدیق کر سکتی تھیں اور نہ تردید ۔

اگر یہ پہلی بحری جنگ اور قیصر پر شہر پر حملہ کرنے والی روایت اتنی ہی اہم تھی تو پھر کیا یقینی طور پر ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا کہ:

- رسول اللہ (ص) اس بحری جنگ میں جنت و مغفور ہونے کی یہ بشارت بار بار صحابہ کو سناتے تاکہ اُن کے دلوں میں اس جنگ میں حصہ لینے کی تمنا زیادہ سے زیادہ پیدا ہوتی؟
- اور پھر صحابہ ان جنگوں میں حصہ لینے پرجنت کی بشارت کو اسلامی سلطنت کے کونے کونے سے پھیلا دیتے تاکہ ہر کونے سے مسلمان آ کر جنت حاصل کرتے؟

لیکن نہیں ایسا نہیں ہوا بلکہ اسکے بالکل برعکس:

- ایک بھی صحابی کو اس جنت کی بشارت کا علم نہیں ہوتا۔
- اور ایک بھی صحابی اس جنت کی بشارت کو دوسروں تک نہیں پہنچاتا۔
- حتٰی کہ وہ فوج جو اس پہلی بحری جنگ میں شرکت کرتی ہے، وہ بذات خود ایسی کسی جنت کی بشارت کے متعلق نہیں جانتی تھی۔

اور یہ روایت صرف اور صرف اُس وقت منظرعام پر آتی ہے جب:

- پہلی بحری جنگ کو انجام پائے ہوئے کئی سالوں کا عرصہ گزرگیا تھا۔
- بلکہ یہ روایت تو قیصر کے شہر پر حملے کے بھی کئی سالوں کا عرصہ گزرجانے کے بعد منظر عام پر لائی گئی کہ جبکہ یہ خاتون صحابیہ ام حرام کا انتقال ہو چکا تھا اور کوئی بھی ایسا شخص زندہ نہیں بچا تھا جو کہ ان شامی راویوں کی کذب بیانی کو جھٹلا پاتا جو وہ صحابیہ ام حرام پر باندھ رہے تھے۔

تاریخ طبری سے سن 28 ہجری کے پہلی بحری جنگ کےمتعلق تمام تر روایات

محترم قارئین، بہت اہم ہے کہ ہم سن 28 ہجری میں پہلی بحری جنگ میں پیش آنے والے واقعات کے متعلق کتابوں میں موجود تمام روایات پڑھیں۔ اس کے بعد یزید کا کوئی حامی آپ کو کسی قسم کا جھوٹ گھڑ کر دھوکہ نہیں دے سکے گا۔ انشاء اللہ۔

ہم ذیل میں تاریخ طبری سے روایات پیش کرنے جا رہے ہیں۔ اہل ِسنت میں تاریخ میں طبری کی اس کتاب کو ماں کی حیثیت حاصل ہے اور بعد میں لکھی جانی والی کتب زیادہ تر اسی کی روایات پر بھروسہ کرتے ہوئے لکھی گئی ہیں۔

نوٹ: ذیل کی روایات کا ترجمہ ہم طبری کے مستند ترین انگلش ترجمے سے پیش کر رہے ہیں (اردو میں موجود دارالاشاعت یا نفیس اکیڈمی کا ترجمہ اکثر انتہائی تحریف شدہ یا غلط ہوتا ہے۔ یہ تحریف افسوسناک بات ہے۔

پہلی روایت: حضرت عمر کو اس جنت کی بشارت کا کچھ علم نہیں اور نہ ہی وہ پہلی بحری جنگ کی اجازت دیتے ہیں

یدہ اور خالد بیان کرتے ہیں:
حضرت عمر ابن الخطاب کے دور حکومت میں معاویہ ابن ابی سفیان نے اُن کو خط لکھا اور بحری بیڑے کی تیاری کی اجازت طلب کی۔ اور لکھا کہ (روم اسقدر قریب ہے کہ حمص شہر کی ایک بستی میں وہاں کے لوگ روم کے کتوں کے بھونکنے اور مرغوں کے کڑکڑانے کی آواز سنتے ہیں۔ (معاویہ نے) حضرت عمر پر اس حد تک دباؤ ڈالا کہ وہ تقریبا اسکی اجازت دینے والے تھے۔ لیکن حضرت عمر نے پھر عمرو بن العاص کو خط لکھا اور کہا کہ وہ انہیں سمندر اور اسکے مسافروں کا حال بیان کریں کیونکہ ان کے دل میں اسکے بارے میں تشویش ہے۔ عمرو بن العاص نے تحریر کیا: 'میں نے بہت سے لوگوں کو کشتیوں میں سوار دیکھا ہے جب وہ کشتی جھکتی ہے تو دل دہلنے لگتا ہے اور جب وہ حرکت کرتی ہے تو حوش و حواس اڑا جاتے ہیں۔ اس (سفر) سے یقین کم رہ جاتا ہے اور شک و شبہ کی زیادتی ہوتی ہے۔ لوگ اس میں اس طرح سوار ہوتے ہیں جیسے ایک کیڑا لکڑی پر سوار ہوتا ہے۔ اگر لکڑی ذرا بھی پلٹ جائے تو کیڑا ڈوب جائے اور اگر سلامتی سے کنارے لگ جائے تو کیڑا حیران ہو کر رہ جائے۔
جب حضرت عمر نے یہ خط پڑھا تو انہوں نے معاویہ ابن ابی سفیان کو لکھا: 'اس ذات کی قسم! جس نے محمد ص کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، میں سمندر پر کسی مسلمان کو کبھی سوار نہیں کروں گا'۔
تاریخ طبری (انگریزی)، ج 16 سن 28 کے حالات

تبصرہ:

1. سب سے پہلی بات نوٹ کریں کہ رسول اللہ (ص) کی وفات کو ایک طویل عرصہ گذر چکا ہے اور اس اہم ترین جنت کی بشارتی جنگ کے متعلق سرے سے کوئی معلومات ہی نہیں۔

2. حضرت ابو بکر کا دور خلافت ڈھائی سال تک رہتا ہے اور اس پورے دور میں ہمیں اس اہم ترین جنت کی بشارتی جنگ کے متعلق کہیں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ بلکہ اس جنت کی بشارتی بحری جنگ کے متعلق ہمیں دور دور تک وہ جوش و جذبہ نظر نہیں آتا جو کہ حضرت ابو بکر نے جیش اسامہ کی روانگی کے وقت دکھایا تھا۔

3. پھر حضرت عمر کی خلافت کا طویل عرصہ شروع ہوتا ہے جو دس سال سے زائد عرصے پر محیط ہے۔ اس دوران مسلمان فوجیں ایشیا و افریقہ میں ہر طرف روانہ کی جاتی ہیں اور مسلمان فارس ایران کو فتح کر لیتے ہیں اور دوسری طرف افریقہ میں مسلسل آگے بڑھتے جاتے ہیں۔ چنانچہ ان دس سالوں میں ہر طرف فوج روانہ ہوتی ہے، اور نہیں ہوتی ہے تو ایک اس اہم ترین جنت کی بشارتی جنگ کے لیے روانہ نہیں ہوتی۔

4. پھر معاویہ ابن ابی سفیان گورنر مقرر ہوتا ہے اور وہ پہلا شخص ہے جو سمندر کے راستے بازنطینی ریاست پر حملہ آور ہونے کی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔

مگر معاویہ ابن ابی سفیان خود ایسی کسی بھی جنت کی بشارتی جنگ سے ناواقف ہوتا ہے۔ چنانچہ معاویہ ابن ابی سفیان جب مرکز میں حضرت عمر کو جنگ کے لیے آمادہ کرنے کے لیے دلائل دینے کی کوشش کرتا ہےتو اس جنت کی مغفور و بخشے جانی والی بحری جنگ کا ذکر نہیں کرتا۔ بلکہ انتہائی مضحکہ خیز اکلوتی دلیل کے طور پربازنطینی سلطنت کے "کتوں کے بھونکنے" اور "مرغیوں کے کڑکڑانے" کا ذکر کرتا ہے۔

چنانچہ حضرت عمر یقینی طور پر ان کتوں کے بھونکنے اور مرغوں کے کڑکڑانے کی مضحکہ خیز دلیل پر کان نہیں دھرتے بلکہ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ وہ ایک بھی مسلمان کو اس کے لیے سمندر کے حوالے نہیں کریں گے، دوسرے الفاظ میں ناصبیوں کی منطق کے مطابق حضرت عمر قسم کھاتے ہیں کسی مسلمان کو اس پہلی بشارتی بحری جنگ کے ذریعے جنت میں نہیں جانے دیں گے۔ معاذ اللہ۔

5. کیا یزید ِپلید کے حامی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عمر سمندر کا حال سن کر ڈر گئے تھے؟ یا پھر یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عمر کو رسول اللہ (ص) کی اس بشارت پر یقین نہ تھا کہ پہلی بحری جنگ میں شرکت کرنے پر جنت کی بشارت ہے؟

6. جیسا کہ ہم نے پہلے ہی واضح کیا کہ خود معاویہ کو ایسی کسی بشارت کا علم نہیں تھا لیکن پھر بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا معاویہ کے علاوہ کوئی ایک بھی صحابی ایسا تھا جس نے اس پورے عرصے میں بحری جنگ کا ذکر کیا؟ خود سوچیئے کہ اگر واقعی پہلی بحری جنگ بیعت رضوان کی طرح اہم ہوتی تو ہزاروں لاکھوں صحابہ میں سے کوئی ایک تو اسکے لیے زبان کھولتا۔

تاریخ طبری سے دوسری روایت

جنادہ بن ابی امیہ ازدی سے روایت ہے:
معاویہ نے حضرت عمر کو خط لکھا اور انہیں بحری جنگ کے لیے یہ کہتے ہوئے اکسایا: 'یا امیر المومنین، شام کی ایک بستی کے لوگ بازنطینی ریاست کے کتوں کے بھونکنے اور انکی مرغیوں کے چلانے کی آوازیں سنتے ہیں کیونکہ یہ بازنطینی ریاست کے یہ لوگ حمص کے ساحل کے بالمقابل ہیں'۔ <u>اب حضرت عمر اس پر شک کا شکار ہو گئے کیونکہ یہ معاویہ ابن ابی سفیان تھا جو اس بات کا مشورہ دے رہا تھا</u>۔ چنانچہ حضرت عمر نے عمرو بن العاص کو لکھا کہ وہ انہیں سمندر کے متعلق بیان کرے۔
عمرو بن العاص نے انہیں لکھا:'یا امیر المومنین، بہت لوگ کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں۔ وہاں آسمان اور پانی کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ لوگ وہاں اس طرح سوار ہوتے ہیں، جیسے لکڑی پر کیڑا سوار ہو۔ اگر الٹ پلٹ ہو گئی تو ڈوب جاتے ہیں اور بچ گئے تو صحیح سالم رہتے ہیں'۔

یہ روایت بالکل پہلی والی روایت جیسی ہے۔ بہرحال اس میں واضح کیا گیا ہے کہ حضرت عمر اس بات پر شک کا شکار اس لیے ہوئے کہ یہ معاویہ ابن ابی سفیان تھا جو کہ اس جنگ کا مشورہ دے رہا تھا اور اسی لیے انہوں نے عمرو بن العاص کو خط لکھا۔

تاریخ طبری سے تیسری روایت

طبری جنادہ بن امیہ، ربی اور المجلد سے روایت کرتے ہیں:

عمر ابن خطاب نے معاویہ کو تحریر کیا: 'میں نے سنا ہے کہ بحر شام (بحیرہ روم) خشکی کے طویل ترین حصہ کے نزدیک ہے اور ہر روز و شب اللہ سے اجازت مانگتا ہے کہ وہ زمین میں سیلاب کی صورت میں آ کر اسے غرق کر دے۔ تو پھر میں اپنی فوجیں کیسے اس کافر چیز میں بھیج دوں؟ خدا کی قسم میرے لیے ایک مسلمان کی جان پوری رومی سلطنت سے زیادہ پیاری ہے۔ چنانچہ تم میری بات کی مخالفت کرنے سے باز آ جاؤ۔ میں تمہیں اس بات کا حکم (پہلے) ہی دے چکا ہوں اور تمہیں علم ہے کہ علاء ابن حضرمی کا میرے ہاتھوں (حکم عدولی) پر کیا حشر ہوا تھا جبکہ میں نے تو اسے ایسے کھلے اور صاف احکامات بھی نہیں دیے تھے'۔

تبصرہ:

1. پہلی بحری جنگ پر جنت کی بشارت تو رہی ایک طرف، حضرت عمر ابن الخطاب تو معاویہ کو زبردست طریقے سے دھمکیاں دے رہے ہیں۔

2. اگر واقعی ایسی کوئی جنت کی بشارت ہوتی تو پھر کیا لوگ یہ خیال کرسکتے ہیں کہ حضرت عمر یوں غصہ ہو کر اتنی خطرناک دھمکی خیز الفاظ استعمال کرتے؟

تاریخ طبری سے چوتھی روایت:جبری فوجی بھرتی پر پابندی

امام طبری خالد بن معدان سے روایت کرتے ہیں:

پہلا شخص جس نے بحری جنگ کی، وہ معاویہ ابن ابی سفیان تھے اور یہ حضرت عثمان ابن عفان کا دور تھا۔ (اس سے قبل) معاویہ حضرت عمر سے اس کی اجازت مانگتے رہے لیکن انہیں یہ اجازت نہیں مل سکی۔ اور جب عثمان ابن عفان خلیفہ بنے تو معاویہ ان پر بھی اس کے لیے دباؤ ڈالتے رہے حتی کہ (4 سال) بعد حضرت عثمان ابن عفان نے اسے اس کی اجازت دے دی، لیکن ساتھ میں یہ حکم دیا: 'کسی کو زبردستی فوج میں بھرتی ہونے پر زور نہ دینا اور نہ ہی قرعہ اندازی کروا کر اس میں نکلنے والے ناموں پر جنگ میں شامل ہونے کے لیے زبردستی کرنا بلکہ انہیں خود اپنی مرضی سے فیصلہ کرنے دینا۔ اور جو اس مہم میں جانے کے لیے تمہاری اطاعت اختیار کریں، انکی مدد کرنا'۔

تبصرہ:

1. حضرت عمر کی پوری دس سالہ خلافت میں معاویہ کو کوئی کامیابی نہیں ملتی کہ وہ انہیں اس پہلی جنت کی بشارتی جنگ کے لیے آمادہ کر سکے۔

2. لیکن حضرت عمر کے بعد اب حضرت عثمان ابن عفان بھی اس جنت کی بشارتی جنگ کے لیے تیار نہیں۔ حتی کہ انکی خلافت شروع ہوئے 4 سال کا عرصہ گذر جاتا ہے۔ یعنی حضرت عثمان سن 24 ہجری میں خلیفہ بنے اور یہ پہلی بحری جنگ سن 28 ہجری میں لڑی گئی۔

جن لوگوں نے اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے ان سے ڈھکا چھپا نہیں کہ حضرت عثمان، معاویہ ابن ابی سفیان کے کتنے زیرِاثر تھے کیونکہ انکے مابین قرابت داری تھی۔ لیکن اس پہلی بحری جنگ کے مسئلے پر پھر بھی معاویہ کو حضرت عثمان کو آمادہ کرتے کرتے 4 سال کا عرصہ لگ گیا۔

چنانچہ حضرت عثمان ابن عفان نے آخر کار اجازت دے دی، لیکن اب دیکھئے ان شرائط کو جو تعجب خیز ہیں:

- حضرت عثمان شرط عائد کر رہے ہیں کہ معاویہ اس جنگ کے لیے جبری بھرتیاں نہیں کرے گا۔
- اب ذرا تصور کیجئے بیعت رضوان کا اور پھر سوچیئے کہ کیا ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا کہ جنت کی بشارت کا سن کر لوگ جوق در جوق اسلامی ریاست کے ہر کونے سے ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں اس بشارتی جنگ میں شمولیت کے لیےخود بخود روانہ ہوتے؟

لیکن نہیں، حضرت عثمان پھر بھی ڈر ہے اور وہ اس لیے پابندی عائد کر رہے ہیں کہ جبری فوجی بھرتیاں نہیں کی جائیں۔

اور مرکز سے اس جنت کی بشارتی بحری جنگ میں کتنے ہزاروں صحابہ کی فوج روانہ ہوئی؟ مرکز سے ہزاروں صحابہ کی فوج آمد تو چھوڑئیے، شاید ہی کوئی ایک صحابی مرکز سے اس جنت کے حصول کے لیے آیا ہو۔ اور اس جنگ میں معاویہ کے ساتھ صرف تین چار صحابہ کا نام ملتا ہے۔ ایک عبادہ بن الصامت، ان کی زوجہ ام حرام، اور ابو درداء۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ صحابیہ ام حرام (جن سے یہ شام کے منافق راوی نے یہ جھوٹی روایت انکے مرنے کے بعد منسوب کر دی)، ان کے شوہر عبادہ بن الصامت اس جنگ کے بعد زندہ رہے اور انہیں پوری زندگی ایسی کسی جنت کی بشارت کا علم نہ تھا، بلکہ وہ معاویہ پر اُس کے غلط کاموں کی وجہ سے انتہائی تنقید کرتے تھے، اس متعلق آگے آپ روایات ملاحظہ فرمائیں گے۔

حصہ دوم: کیا کوئی ایسی جنت کی بشارت قیصر کے شہر پر حملے کے متعلق موجود ہے؟

جواب ہے: نہیں۔

- کوئی ایک بھی ایسی روایت موجود نہیں جو دور دور تک یہ بتلاتی ہو کہ جن لوگوں نے اس جنگ میں حصہ لیا انہیں ایسی کسی جنت کی بشارت اور مغفور و بخشے جانے کی بشارت کا علم ہو۔
- چنانچہ ان ہزاروں روایات میں، جو کہ سینکڑوں کتب میں بکھری ہوئی ہیں، کوئی ایک بھی ایسی روایت موجود نہیں جو اس جنت کی بشارت کا اس پورے عرصے میں ذکر کرتی ہو۔
- لیکن یہ کیسے ممکن ہے؟

قیصر کے شہر پر پہلے حملے کی تو وہی اہمیت ہے جو کہ بیعت رضوان کی ہے لیکن پھر بھی کسی کو اس بشارت کا علم نہیں۔ حتی کہ وہ فوج جو اس میں حصہ لیتی ہے، اسے بھی دور دور تک اسکا کوئی علم نہیں۔

امام طبری نے اس اہم ترین بشارتی جنگ کا بیان کرنے کے لیے صرف ایک سطر کی جگہ دی

اس جنت کی بشارتی جنگ کا کیا ذکر کرنا، کہ امام طبری کہ جنہوں نے اسلامی تاریخ پر سب سے جامع اور طویل کتاب لکھی، انہوں نے اہم ترین بشارتی جنگ کے بیان کو صرف ایک سطر سے زیادہ جگہ نہ دی۔ امام طبری سن 49 ہجری کے حالات میں لکھتے ہیں:

اور یزید بن معاویہ نے روم میں جنگ کی یہاں تک کہ قسطنطنیہ تک پہنچ گیا۔ ابن عباس و ابن عمر و ابن زبیر و ابو ایوب انصاری اس کے ساتھ تھے۔
تاریخ طبری، ج 5 ص 222

امام ابن اثیر پنی تاریخ کی مشہور کتاب 'تاریخ کامل' میں اس واقعے کی مزید تفصیلات بیان کر رہے ہیں جو تاریخ طبری میں موجود نہیں، لیکن وہ یزید ابن معاویہ کا اصل چہرہ روشنی میں لا رہی ہیں:

في هذه السنة وقيل:سنة خمسين سير معاوية جيشًا كثيفًا إلى بلاد الروم للغزاة وجعل عليهم سفيان بن عوف وأمر ابنه يزيد بالغزاة معهم فتثاقل واعتل فأمسك عنه أبوه فأصاب الناس في غزاتهم جوعٌ ومرض شديد فأنشأ يزيد يقول:ما إن أبالي بما لاقت جموعهم بالفرقدونة من حمى ومن موم إذا اتكأت على الأنماط مرتفقًا بدير مروان عندي أم كلثوم وأم كلثوم

امرأته وهي ابنة عبد الله بن عامر.فبلغ معاوية شعره فأقسم عليه ليلحقن بسفيان في أرض الروم ليصيبه

اس سال (سن 49 ہجری) اور کچھ کہتے ہیں کہ سن 50 ہجری میں معاویہ ابن ابی سفیان نے تیاریاں کیں کہ روم کے شہروں اور قصبوں پر سفیان بن عوف کی سرکردگی میں حملے کیے جائیں۔ چنانچہ معاویہ ابن ابی سفیان نے فوجیں روانہ کیں اور اپنے بیٹے یزید کو بھی حکم دیا کہ وہ اس فوج میں شامل ہو جائے لیکن یزید اس معاملے میں سستی دکھاتا رہا حتی کہ معاویہ ابن ابی سفیان اس معاملے میں خاموش ہو گئے۔ یہ فوج جنگ کے دوران بیماری اور بھوک کا شکار ہو گئی اور جب یزید کو یہ خبر پہنچی تو اس نے اشعار پڑھے: 'مجھے اسکی کیا پرواہ کہ فوج فرقدونہ کے مقام پر بخار اور دیگر مصیبتوں میں مبتلا ہے۔ میں تو آرام و سکون کے ساتھ اعلی پوشاک میں مروان کے گھر میں ام کلثوم کے ساتھ رہ رہا ہوں'۔ ام کلثوم بنت عبداللہ ابن عامر، یزید کی بیوی تھی۔ <u>جب معاویہ ابن ابی سفیان نے یزید کے یہ اشعار سنے تو انہوں نے قسم کھائی کہ وہ یزید کو روم میں سفیان ابن عوف کے پاس ضرور بھیجیں گے تاکہ یزید کو مشکلات کا سامنا کر کے انہیں جھیلنا پڑے</u>۔
الکامل فی تاریخ ، ج 2

یزید کے حامیوں کا جھوٹا پروپیگنڈہ کہ کبار صحابہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ایوب انصاری نے اس جنگ میں اس جنت کی بشارت کی وجہ سے شرکت کی

یہ یزید کے حامیوں کا سراسر جھوٹا پروپیگنڈہ ہے۔ ایسی کوئی ایک بھی روایت موجود نہیں ہے جو اس جھوٹ کا ذکر کرتی ہو بلکہ اس جھوٹے پروپیگنڈہ کے بالکل برعکس، اوپر ہم نے امام ابن اثیر کی روایت نقل کی ہے کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے بطور سزا یزید کو روم فوج کے پاس بھیجا تھا۔ یہی روایت آگے بیان کرتی ہے کہ یہ کبار صحابہ (ابن عباس، ابو ایوب انصاری، ابن عمر، ابن زبیر) خود اپنی طرف سے اس جنگ میں نہیں گئے تھے بلکہ معاویہ ابن ابی سفیان نے انہیں یزید کے ہمراہ بھیجا تھا۔

فبلغ معاوية شعره فأقسم عليه ليلحقن بسفيان في أرض الروم ليصيبه ما أصاب الناس فسار ومعه جمع كثير أضافهم إليه أبوه وكان في الجيش ابن عباس وابن عمر وابن الزبير وأبو أيوب الأنصاري وغيرهم

معاویہ ابن ابی سفیان نے یزید کے یہ اشعار سنے تو انہوں نے قسم کھائی کہ وہ یزید کو روم میں سفیان ابن عوف کے پاس ضرور بھیجیں گے تاکہ یزید کو مشکلات کا سامنا کر کے انہیں جھیلنا پڑے۔ اور معاویہ نے اسکے ساتھ مزید فوج بھی روانہ کی جس میں ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر اور ابو ایوب انصاری وغیرہ شامل تھے۔

چنانچہ یزید کے حامیوں کے جھوٹے پروپیگنڈے کے بالکل برعکس، پورے ذخیرہِ روایات میں ایک بھی روایت ایسی موجود نہیں ہے جو بتلاتی ہو کہ ان کبار صحابہ نے اس جنگ میں کسی جنت کی بشارتی حدیث کی وجہ سے شرکت کی ہو۔ بلکہ انہیں معاویہ ابن ابی سفیان نے روانہ کیا تھا کیونکہ یہ اُس وقت کا بہت ہی اہم محاذ تھا جیسا کہ مسلم افواج پہلے ہی ایران اور دیگر اہم ممالک کو فتح کر چکی تھیں۔ اور صحابہ کا یہ بذات خود طریقہ تھا کہ وہ ہر ہر اہم محاذ پر خود سےجہاد کے لیے روانہ ہوتے تھے اور اسکا کسی بشارت وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا تھا۔ مثال کے طور پر جب مدینہ شہر میں حضرت عثمان کے خلاف بغاوت اٹھ رہی تھی تو بہت سے صحابہ سرحدوں پر جہاد میں مصروف تھے اور مدینہ کے صحابہ نے انہیں خط لکھا کہ اصل جہاد تو یہاں مدینہ میں ہے، چنانچہ وہ لوگ واپس مدینہ آ جائیں۔

واقدی نے محمد بن عبداللہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے:
سن ۳۴ ہجری میں رسول ص کے چند صحابہ نے دیگر اصحابِ رسول (ص) کو خطوط لکھے (جو کہ جہاد کی غرض سے دور دراز علاقوں میں گئے ہوئے تھے) کہ:
’تم لوگ واپس مدینہ چلے آؤ چونکہ اگر تمہیں جہاد ہی کرنا ہے تو جہاد یہاں ہمارےپاس مدینے میں ہی ہے‘۔
تاریخ طبری (انگلش ایڈیشن)، جلد 15، صفحہ 140، سٹیٹ یونیورسٹی آف نیو یارک پریس۔

ایسے ہی ایک اور خط کے متعلق مزید ایک اور روایت امام طبری نے عبدالرحمن بن یسار سے بیان کی ہے اور وہ اسی جلد کے صفحہ 183 پر موجود ہے۔

چنانچہ یہ صحابہ کا عام طریقہ کار تھا کہ وہ سرحدی علاقوں میں جہاد کے لیے جاتے تھے اور اسکا کسی بشارت وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ یہ یزید کے حامیوں کا بہت بڑا جھوٹ ہے کہ یہ کبار صحابہ کسی جنت کی بشارت کی وجہ سے اس جنگ میں شریک ہوئے۔

ایک اور بہانہ:حضرت ابو ایوب انصاری بڑھاپے میں جنگ میں شامل ہوئے جس سے ثابت ہوا انہیں جنت کی بشارت کا علم تھا

یہ ایک اور لنگڑا اور جھوٹا بہانہ۔ بجائے اسکے کہ وہ کوئی ایک روایت اپنی دلیل کے طور پر پیش کرتے، یہ لوگ اپنے قیاسات کو اپنا بہانہ بناتے ہوئے پیش کر کے لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

عمار یاسر صحابی نے بھی علی ابن ابی طالب کی طرف سے انتہائی بڑھاپے (90 برس کی عمر میں) جنگ صفین میں معاویہ ابن ابی سفیان کے خلاف جنگ کی تھی اور شہادت پائی تھی۔

چنانچہ اب یزید کے حامیوں کے پاس اور کوئی راستہ نہیں بچا ہے کہ وہ فرار ہو سکیں۔ شکر الحمدللہ۔

تاریخ: یزید وہ پہلا شخص نہیں جس نے قیصر کے شہر پر حملہ کیااور نہ ہی یزید نے اسے فتح کیا

آپ نے سنا ہو گا کہ جھوٹ کے کوئی پاؤں نہیں ہوتے۔ ایک جھوٹ سے کئی تضادات پیدا ہوتے ہیں اور تضادات کی وجہ سے یہ جھوٹ پکڑا جاتا ہے۔ ایک بہت ہی اہم حقیقت جو یزید کے حامیوں کے اس جھوٹے پروپیگنڈے میں دب کر رہ جاتی ہے وہ یہ ہے کہ:

1. نہ تو یزید وہ پہلا شخص تھا جس نے قیصر کے شہر پر حملہ کیا۔

2. اور نہ ہی یزید نے قیصر کے اس شہر قسطنطنیہ کو فتح کیا۔

بلکہ یزید صرف قسطنطنیہ کی دیوار تک پہنچ پایا تھا۔

پہلی حقیقت: یزید نے قسطنطنہ کو کبھی فتح نہیں کیا

امام طبری لکھتے ہیں:

سن 49 ہجری کے واقعات:
اور یزید ابن معاویہ نے روم میں جنگ کی حتی کہ وہ قسطنطنہ تک پہنچ گیا۔
تاریخ طبری، ج 5 ص 222

اور وکیپیڈیا میں "قسطنطنیہ کی تاریخ" کے ذیل میں لکھا ہے:

In 674 the Umayyad Caliph Muawiyah I besieged Constantinople under Constantine IV. In this battle,the Umayyads were unable to breach the Theodosian Walls and blockaded the city along the River Bosporus. The approach of winter however forced the besiegers to withdraw to an island 80 miles (130 km) away.

وکیپیڈیا

اور یہی تاریخ آپ کو ویب سائیٹ roman-empire.net پر ملے گی:

True History tells Arabs never conquered Constantinople, but it were Muslim Turks who conquered it.

roman-empire.net

یعنی تاریخ گواہی دے رہی ہے کہ یہ عرب مسلم نہیں تھے جنہوں نے قسطنطنیہ کو فتح کیا بلکہ یہ مسلم ترک تھے جنہوں نے پہلی مرتبہ قسطنطنیہ کو فتح کیا۔

دوسری حقیقت: قیصر کے شہر سے مراد قسطنطنیہ نہیں ہے

بخاری کی اس روایت میں لفظ "قسطنطنیہ" استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ "قیصرکا شہر" کےالفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ یزید کے حامی دعوٰی کرتے ہیں کہ قیصر کے شہر سے مراد قسطنطنیہ ہے لیکن یہ درست نہیں ہے کیونکہ قیصر کی حکومت کئی اہم شہروں پر مشتمل تھی اور مسلمان تو یزید کی پیدائش کے قبل سے ہی ان قیصر کے شہروں پر حملے کر رہے تھے۔

تیسری حقیقت: قیصر کے شہروں پر مسلمانوں کے اُن حملوں کی تاریخ جو یزید سے پہلے کیے گئے

پہلی مسلم فوج جس نے قیصر کے شہر [روم] پر حملہ کیا وہ بذات خود رسول اللہ (ص) نے روانہ کی تھی۔ اسکے کمانڈر صحابی زید بن حارث تھے اور رسول اللہ (ص) نے اس جنگ میں حضرت جعفر طیار، زید بن حارث اور حضرت عبداللہ کی شہادت کی خبر دے دی تھی [قبل اسکے کہ یہ خبر مدینہ پہنچتی]۔ دیکھئیے وکیپیڈیا پر جنگ موتہ پر مضمون:

وکیپیڈیا، آن لائن لنک

اگر ہم "شہرِ قیصر" سے مراد اسکا دارلخلافہ بھی لیں یعنی شہر حمص تو یہ شہر حمص بھی حضرت عمر ابن الخطاب کے زمانے میں سن 16 ہجری میں فتح ہو گیا تھا۔ اسکے کمانڈر جناب ابو عبیدہ تھے اور صحابی یزید بن ابو سفیان اس فوج میں شامل تھے جبکہ یزید بن معاویہ اس وقت تک پیدا تک نہیں ہوا تھا۔

اور اگر ہم بہت زیادہ تخیل سے کام لیتے ہوئے "شہرِ قیصر" سے مراد صرف اور صرف "قسطنطنیہ" بھی لے لیں تب بھی یزید ابن معاویہ سے قبل مسلم فوجیں قسطنطنیہ پر کئی حملے کر چکی تھیں۔ابن کثیر الدمشقی اپنی کتاب البدایہ و النہایہ میں سن 32 ہجری کے واقعات میں لکھتے ہیں:

اس سال حضرت معاویہ نے بلاد روم سے جنگ کی حتی کہ آپ قسطنطنیہ کے درے تک پہنچ گئے اور آپکی بیوی عاتکہ بھی آپ کے ساتھ تھی۔
البدایہ و النہایہ، جلد ہفتم، سن 32 ہجری کے حالات، اردو ترجمہ نفیس اکیڈمی، صفحہ 212

پھر قسطنطنیہ پر اگلا حملہ عبداللہ ابن ابی ارطاۃ کی سرکردگی میں سن 42 ہجری میں ہوا اور مؤرخین نے اس کو نقل کیا ہے۔

اگلہ حملہ سن 43 ہجری میں بسر بن ارطاۃ کی قیادت میں ہوا۔ ابن کثیر الدمشقی سن 43 ہجری کے حالات میں لکھتے ہیں:

اس سال میں بسر بن ارطاۃ نے بلاد روم سے جنگ کی حتی کہ قسطنطنیہ کے شہر تک پہنچ گیا اور واقدی کے خیال کے مطابق موسم سرما انکے ملک میں گذارا۔۔۔
البدایہ و النہایہ، اردو ترجمہ نفیس اکیڈمی، جلد ہشتم، صفحہ 38

اگلا حملہ سن 44 ہجری میں ہوا اور اسکی سرکردگی عبدالرحمن بن خالد بن ولید کر رہے تھے۔ ابن کثیر الدمشقی سن 44 ہجری کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس سال میں عبدالرحمن بن خالد بن ولید نے بلاد روم کے ساتھ جنگ کی اور مسلمان بھی آپ کے ساتھ تھے اور انہوں نے موسم سرما وہیں گذارا اور اسی میں بسر بن ابی ارطاۃ نے سمندر میں جنگ کی۔
البدایہ و النہایہ، جلد ہشتم، اردو ترجمہ نفیس اکیڈمی، صفحہ 42

اس سے اگلا حملہ سن 46 ہجری میں پھر عبدالرحمن بن خالف بن ولید کی سرکردگی میں ہوا اور انہوں نے موسم سرما بلاد روم میں گذارا ۔بعض کا قول ہے کہ اس میں فوج کا امیر کوئی اور تھا۔ حوالہ: البدایہ و النہایہ، سن 46 ہجری کے حالات، جلد ہشتم، صفحہ 73-
پھر سن 47 ہجری میں مالک بن ہبیرہ کی سرکردگی میں حملہ ہوا ۔ سنن ابو داؤد کے مطابق اسی سن 47 میں عبدالرحمن بن خالد بن ولید کا انتقال ہو گیا تھا۔
پھر سن 49 میں روم پر سفیان بن عوف کی سرکردگی میں تین حملے ہو چکے تھے۔ اور ان تین حملوں کے بعد معاویہ ابن ابی سفیان کے حکم پر زبردستی یزید محاذ تک پہنچتا۔ (دیکھئیے علامہ ابن اثیر کی روایت جو اوپر نقل کی جا چکی ہے)۔

چنانچہ یہ یزید سے قبل قسطنطنیہ پر کیے جانے والے حملوں کی مختصر تاریخ ہے۔
چنانچہ شام کا ناصبی منافق راوی جس نے یہ جھوٹی روایت گھڑی، وہ مسلمانوں کی اس تاریخ سے بے خبر تھا کہ یزید سے قبل مسلمان قسطنطنیہ پر 7 حملے کر چکے تھے۔

اس لیے کہا جاتا ہے کہ جھوٹ بولنے کے لیے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔اس جھوٹے شامی راویوں کے پاس نہ عقل تھی اور نہ علم۔

یزید کے حامیوں کا انس ابن مالک کی روایت کو بطور ثبوت پیش کرنا

یزید کے حامی الفاظ اور مطالب کو گھما پھرا کر انس ابن مالک کی ذیل کی روایت سے پھر یزید کو جنتی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں.صحیح بخاری، جلد 4، کتاب 52، روایت 56 (انگلش ورژن):-

انس روایت کرتے ہیں: (صحابیہ) ام حرام کہتی ہیں کہ ایک دن رسول (ص) میرے گھر میں میرے قریب میں سو ئے اور پھر مسکراتے ہوئے اٹھے۔میں نے پوچھا:یا رسول اللہ (ص) آپ کس وجہ سے مسکرا رہے ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ (خواب میں) میرے سامنے پیش کیے گئے جو کہ سمندر پر ایسے سفر کر رہے تھے جیسے بادشاہ اپنے تخت پر۔ اس پر ام حرام نے پوچھا: اے اللہ کے رسول (ص) آپ دعا فرمائیے کہ میں بھی ان میں سے ایک ہوں۔ چنانچہ رسول اللہ (ص) نے انکے لیے دعا کی اور دوبارہ سو گئے۔ اور کچھ دیر بعد پھر مسکراتے ہوئے اٹھے۔ اور پھر مسکرانے کی وہی وجہ فرمائی ۔ اور پھر فرمایا کہ تم بھی پہلے بحری بیڑے میں شامل ہو۔ بعد میں ام حرام اپنے شوہر عبادہ بن الصامت کے ساتھ جہاد کے لیے روانہ ہوئیں اور یہ پہلی مرتبہ تھا کہ مسلمانوں نے بحری جنگ میں حصہ لیا جو کہ معاویہ ابن ابی سفیان کی سرکردگی میں روانہ ہوا۔ جب وہ اس سے فارغ ہو کر شام واپس جا رہے تھے، تو راستے میں وہ اپنی سواری کے جانور سے گر کر زخمی ہو گئیں اور یوں آپ کا انتقال ہوا۔

چنانچہ یزید کے حامی حضرات کے دعوے کے برعکس اس روایت میں یزید کے لیے یا پہلی بحری جنگ والوں کے لیے کوئی جنت نہیں ہے اور نہ ان کے تمام گناہوں کا بخشے جانا ہے بلکہ یہ روایت تو شامی راویوں کی روایت کی تکذیب کر رہی ہے کیونکہ:

- اس روایت میں کہیں کوئی ذکر نہیں ہے کہ اس پہلی بحری جنگ میں جانے والوں کے لیے جنت کا وعدہ ہے، جیسا شامی راویوں نے بیان کیا تھا۔
- اور اس میں یزید کے لیے کوئی ذکر نہیں کہ قیصر کے شہر پر پہلا حملہ کرنے والوں کے تمام گناہ بخشے جائیں گے، جیسا کہ شامی راویوں نے بیان کیا تھا۔

چنانچہ یہ روایت تو بذات خود اس بات کا ثبوت ہے کہ شامی راویوں نے اس روایت میں جھوٹ کی ملاوٹ کر کے بنی امیہ کے حرام کا حق ادا کیا۔ نوٹ کریں:

- شامی راویوں کی روایت کا سب سے اہم حصہ تھا "جنت کی بشارت اور مغفور اور بخشے جانا"۔ مگر انس کی اس روایت میں یہ سب سے اہم حصہ ہی نہیں ملتا۔
- انس بھانجے تھے ام حرام کے اور اس لیے یہ واقعہ مکمل تفصیل سے بیان کر رہے ہیں لیکن پھر کیسے یہ ممکن ہوا کہ ام حرام اپنے بھانجے کو تو یہ سب سے اہم ترین حصہ بیان نہ کریں لیکن صرف اور صرف ایک نامحرم شامی کو یہ روایت بیان کریں؟
- چنانچہ انس کو سرے سے ہی اس جنت کی بشارت کا علم نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ جنت حاصل کرنے کے لیے اس جنگ کے لیے روانہ ہوتے ہیں؟ ہے نا حیرت کی بات؟
- اور انس کسی اور ایک بھی صحابی کو بھی جنت کی اس بشارت کا نہیں بتلاتے ہیں اور یوں مرکز سے ایک بھی صحابی جنت کو حاصل کرنے کے لیے روانہ نہیں ہوتا ہے۔

ام حرام کے شوہر عبادہ بن الصامت کی معاویہ ابن ابی سفیان کے غلط کاموں پر سخت تنقید

صحابی عبادہ بن الصامت جو کہ صحابیہ ام حرام کے شوہر ہیں، نے بذات خود اس پہلی بحری جنگ میں شرکت کی۔ صحابیہ ام حرام کا تو شام واپسی پر سواری کے جانور سے گر کر انتقال ہو گیا، لیکن انکے شوہر عبادہ اسکے بعد بہت عرصے تک زندہ رہے اور انہیں بھی دور دور تک کسی جنت کی بشارت وغیرہ کا علم نہ تھا۔ جنت کی بشارت ایک طرف رہی، یہ صحابی تو معاویہ ابن ابی سفیان کے غلط کاموں کی وجہ سے اُس پر شدید تنقید کرتے رہے۔

آئیے صحابی عبادہ بن الصامت کی رائے دیکھتے ہیں معاویہ ابن ابی سفیان کے متعلق:

لما قَدِم عمرو بن العاص على معاوية وقام معه في شأن عليّ بعد أن جعل له مصر طُعمة قال له: إن بأرضك رجلاً له شرَف واسم واللّٰه إنْ قام معك استهويتَ به قلوبَ الرجال وهو عُبادة بن الصامت. فأرسل إليه معاوية. فلما أتاه وَسّع له بينه وبين عمرو بن العاص فَجَلس بينهما.فحَمد اللّٰهَ معاوية وأثنى عليه وذكر فضلَ عُبادة وسابقَته وذكر فضلَ عُثمان وما ناله وحضّه على القيام معه. فقال عُبادة: قد سمعتُ ما قلتَ أتدريانِ لمَ جلستُ بينكما في مكانكما قالا: نعم لفضلك وسابقتك وشرفك. قال: لا واللّٰه ما جلستُ بينكما لذلك وما كنتُ لأجلس بينكما في مكانكما ولكن بينما نحن نسير مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في غَزاة تَبوك إذ نظر إليكما تسيران وأنتما تتحدثان فالتفت إلينا فقال: إذا رأيتموهما اجتمعا ففرقوا بينهما فإنهما لا يجتمعان على خير أبداً.

جب عمرو بن العاص معاویہ کے پاس گیا اور علی ابن ابی طالب کے مقابلے میں معاویہ کے ساتھ کھڑا ہو گیا کیونکہ معاویہ ابن ابی سفیان نے مصر اس کے حوالے کر دیا تھا۔ عمرو نے معاویہ سے کہا: یہاں ایک شرف و عزت رکھنے والا شخص ہے کہ جو کہ اگر تمہارے ساتھ ہو جائے تو تم لوگوں کے دلوں کو جیت لو گے۔ اور یہ شخص عبادہ بن الصامت ہے۔ چنانچہ معاویہ نے عبادہ بن الصامت کو بلا بھیجا اور انہیں اپنے اور عمرو بن العاص کے درمیان میں بیٹھنے کی جگہ دی۔ پھر معاویہ نے اللہ کی حمد پڑھی اور عبادہ کی تعریف کی اور انکی اسلام کی خدمات کا ذکر کیا، اور پھر حضرت عثمان ابن عفان کی فضیلت بیان کی اور جو کچھ انکے ساتھ ہوا اُس کا ذکر کیا اور چاہا کہ عبادہ اسکے ساتھ قیام پر تیار ہو جائیں۔ عبادہ نے فرمایا: 'جو کچھ تم نے کہا وہ میں نے سنا۔ تمہیں پتا ہے کہ میں کیوں تمہارے اور عمرو بن العاص کے درمیان بیٹھا ہوں؟'۔ انہوں نے کہا کہ ہاں تمہارے فضل اور سبقت کی وجہ سے۔ اس پر عبادہ نے جواب دیا: 'اللہ کی قسم، میں اس وجہ سے تم دونوں کے درمیان آ کر نہیں بیٹھا ہوں، بلکہ جب ہم جنگ تبوک میں رسول اللہ ص کے ساتھ سفر کر رہے تھے تو رسول اللہ (ص) نے تم دونوں کی طرف دیکھا تھا جب تم باتیں کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ پھر رسول اللہ (ص) نے ہماری طرف دیکھا اور ہم سے فرمایا تھاکہ اگر تم ان دونوں کو کبھی اکھٹا دیکھو تو انہیں ایک دوسرے سے الگ کر دو کیونکہ یہ دونوں کبھی خیر پر اکھٹے نہیں ہو

سکتے'۔
العقد الفرید، جلد ا

اور امام ابن ابی شیبہ نے نقل کیا ہے:

حدثنا أبو بكر قال حدثنا عبد الوهاب الثقفي عن أيوب عن أبي قلابة عن أبي الاشعث قال : كنا في غزاة وعلينا معاوية ، فأصبنا فضة وذهبا ، فأمر معاوية رجلا أن يبيعها الناس في أعطياتهم ، فتسارع الناس فيها ، فقام عبادة فنهاهم ، فردوها ، فأتى الرجل معاوية فشكا إليه ، فقال معاوية خطيبا فقال : ما بال رجلا يحدثون عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أحاديث يكذبون فيها عليه ، لم نسمعها ؟ فقام عبادة فقال : والله لنحدثن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وإن كره معاوية

ابی الاشعث کہتے ہیں: ہم ایک دفعہ معاویہ ابن ابی سفیان کی سرکردگی میں جنگ پر تھے۔ پس جنگ کے بعد سونا اور چاندی ہمارے ہاتھ آئی۔ پھر معاویہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ اسے لوگوں کے ہاتھ بیچ دے، چنانچہ لوگ اسکی طرف متوجہ ہو گئے۔ پھر صحابی عبادہ بن الصامت نے انہیں ایسا کرنے سے منع کر دیا۔ اس پر اُس شخص نے معاویہ سے شکایت کر دی اور معاویہ نے کہا: 'کیوں یہ شخص (صحابی عبادہ بن الصامت) رسول (ص) پر جھوٹ باندھ رہا ہے؟' اس پر عبادہ نے جواب دیا: 'اللہ کی قسم ہم رسول اللہ(ص) کی حدیث بیان کرتے رہیں گے چاہے یہ معاویہ کو بُرا ہی کیوں نہ لگتا رہے'۔
مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 297، روایت 363 (2)۔

اور محدث شاہ عبدالعزیز دہلوی اپنی مشہور شیعہ مخالف کتاب "تحفہ اثناء عشریہ" میں لکھتے ہیں:

عبادہ بن الصامت شام میں تھے جب انہوں نے دیکھا کہ معاویہ کا ایک کاروان جس میں اونٹ ہی اونٹ تھے، وہ اپنی پشتوں پر شراب کو لیےجا رہے تھے۔ عبادہ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: یہ شراب ہے جو معاویہ نے بیچنے کے مقصد سے بھیجی ہے۔ اس پر عبادہ چاقو لے کر آئے اور اونٹوں پر بندھی رسیوں کو کاٹ دیا حتی کہ تمام شراب بہہ نہ گئی۔
تحفہ اثناء عشریہ (فارسی) صفحہ 638

یہی شراب والی روایت تاریخ ابن عساکر (جلد 26، صفحہ 197) اور امام الذہبی کی سیر اعلام النبلاء (جلد 2، صفحہ 10) پر بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ مگر لگتا ہے کہ ان کتب کے جدید ایڈیشنز میں معاویہ کا نام نکال کر "فلاں۔ فلاں" لکھ دیا گیا ہے۔ بہرحال، یہ حقیقت تبدیل نہیں ہوتی کیونکہ ان کتابوں میں یہ تو موجود ہے کہ عبادہ بن الصامت نے وہ شراب بہائی تھی جو کہ شام کے حاکم کی ملکیت تھی، اور یہ چیز کافی ہے کیونکہ شام کا حاکم معاویہ ابن ابی سفیان تھا۔ اور شیخ الارنوط نے سیر اعلام النبلاء کے حاشیے میں لکھا ہے کہ یہ روایت "حسن" ہے۔

اور علامہ متقی الہندی نے اسی سے ملتی جلتی روایت نقل کی ہے:

عن محمد بن كعب القرظي قال: غزا عبد الرحمن بن سهل الأنصاري في زمن عثمان، ومعاوية أمير على الشام، فمرت به روايا خمر تحمل، فقام إليها عبد الرحمن برمحه، فبقر كل رواية منها فناوشه (فناوشه: ناشه ينوشه نوشا، إذا تناوله وأخذه.انتهى.النهاية (128/5) ب) غلمانه حتى بلغ شأنه معاوية، فقال: دعوه فإنه شيخ قد ذهب عقله فقال: كذب والله ما ذهب عقلي ولكن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهانا أن ندخله بطوننا واسقيتنا، وأحلف بالله لئن أنا بقيت حتى أرى في معاوية ما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم لأبقرن (لأبقرن: البقر: الشق والتوسعة. النهاية (144/3) ب) بطنه أو لأموتن دونه.

محمد بن کعب القرظی کہتے ہیں: عبدالرحمن بن سہل انصاری نے حضرت عثمان کے دور میں ایک جنگ میں شرکت کی اور اُس وقت معاویہ ابن ابی سفیان شام کا حاکم تھا۔ پھر وہاں سےان کے سامنے سے شراب کے بھرے ہوئے کنستر گذرے۔ اس پر وہ اپنا نیزہ پکڑ کر آگے آئے اور ہر شراب کے کنستر میں انہوں نے نیزہ گھونپ دیا۔ اس پر غلاموں نے مدافعت کی، حتی کہ معاویہ ابن ابی سفیان کو اسکی خبر ہوئی۔ معاویہ ابن ابی سفیان نے کہا کہ اسے چھوڑ دو کہ یہ بڈھا شخص اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا ہے۔ اس پر عبدالرحمان نے کہا:اللہ کی قسم، یہ (معاویہ) جھوٹ بول رہا ہے۔ میں نے ہرگز اپنے ہوش و حواس نہیں کھوئے ہیں، مگر اللہ کے رسول ص نے ہمیں شراب پینے سے منع کیا تھا۔ اللہ کی قسم اگر میں زندہ رہوں اور مجھے معاویہ وہ کرتے ہوئے نظر آ جائے جس سے رسول ص نے منع کیا تھا، تو پھر یا تو میں معاویہ کی انتڑیوں کو کھول دوں گا یا پھر خود مارا جاوں گا۔

کنز الاعمال، جلد 5، صفحہ 713، حدیث 13716

یہی روایت ذیل کی اہلسنت کتب میں بھی موجود ہے:

فیض القدیر، جلد 5، صفحہ 462، روایت 7969

تاریخ دمشق، جلد 34، صفحہ 420

اسد الغابہ، جلد 1، صفحہ 699، بہ عنوان عبدالرحمان بن سہل بن زید

الاصابہ، جلد 4، صفحہ 313، روایت 5140

علماء اہلِ سنت کی گواہی کی بخاری کی روایت یزید کو فائدہ فراہم نہیں کرتی

وقال المهلب في هذا الحديث منقبة لمعاوية لأنه أول من غزا البحر ومنقبة لولده يزيد لأنه أول من غزا مدينة قيصر انتهى قلت أي منقبة كانت ليزيد وحاله مشهور فإن قلت قال في حق هذا الجيش مغفور لهم قلت لا يلزم من دخوله في ذلك العموم أن لا يخرج بدليل خاص إذ لا يختلف أهل العلم أن قوله مغفور لهم مشروط بأن يكونوا من أهل المغفرة حتى لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذلك لم يدخل في ذلك العموم فدل على أن المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة

مهلب کا کہنا ہے کہ اس روایت میں معاویہ کے لئے مناقب موجود ہے کیونکہ معاویہ وہ پہلا شخص ہے جس نے بحری فتح حاصل کی اور یزید کے لئے بھی کیونکہ اس نے قیصر کے شہر کو فتح کیا۔ میں کہتا ہوں کہ یزید جیسے شخص کے کیا مناقب ہوسکتے ہیں جس کا حال مشہور ہے! اگر تم کہتے ہو کہ رسول اللہ (ص) نے یہ کہا کہ اس لشکر کے لوگوں کے گناہوں کی بخشش ہوگئی تو میں کہونگا کہ یہ ضروری نہیں کہ بغیر کسی استثنا کے ہر ایک فرد اس میں شامل ہو کیونکہ اہلِ علم (علماء) میں اختلاف نہیں کہ مغفرت مشروط ہے یعنی صرف انہی کے لئے ہے جو اس کے اہل ہوں کیونکہ اگر فتح کے بعد اس لشکر میں سے کوئی شخص بعد میں مرتد ہوگیا ہوتا تو ظاہر ہے وہ ان میں شامل نہ ہوتا جن کی مغفرت ہوچکی تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ (اس روایت میں) مغفرت مشروط ہے۔

اسی طرح امام عبدالروف المناوی لکھتے ہیں:

لا يلزم منه كون يزيد بن معاوية مغفورا له لكونه منهم إذ الغفران مشروط بكون الإنسان من أهل المغفرة ويزيد ليس كذلك لخروجه بدليل خاص ويلزم من الجمود على العموم أن من ارتد ممن غزاها مغفور له وقد أطلق جمع محققون حل لعن يزيد

یہ ضروری نہیں کی یزید کی مغفرت ہوجائے کیونکہ وہ ان لوگوں کے ساتھ تھا، جیسا کہ مغفرت مشروط ہے ان لوگوں کے لئے جو مغفرت کے اہل ہوں جبکہ یزید ایسا نہیں ہے اور خاص دلیل کی بیان پر یزید کا معاملہ استثنا ہے لیکن اگر ہم اس روایت کے سلسلے میں ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کریں کہ اس میں ہر ایک شخص شامل ہے تو پھر ہمیں ہر اس اس لشکر میں شامل ہر اس شخص کو بھی شامل کرنا پڑے گا جو بعد میں مرتد ہوگیا۔
مزید یہ بھی کہ علماء نے یزید پر لعنت کرنا حلال قرار دیا ہے۔
فیض القدیر، ج 3 ص 109 حدیث 2811

امام ابن حجر عسقلانی اسی روایت کی شرح میں مزید دو آئمہ اہلِ سنت یعنی علام ابن التین اور علامہ ابن المنیر کے الفاظ پر انحصار کرتے ہیں:

قال المهلب في هذا الحديث منقبة لمعاوية لأنه أول من غزا البحر ومنقبة لولده يزيد لأنه أول من غزا مدينة قيصر وتعقبه بن التين وبن المنير بما حاصله أنه لا يلزم من دخوله في ذلك العموم أن لا يخرج بدليل خاص إذ لا يختلف أهل العلم أن قوله صلى الله عليه و سلم مغفور لهم مشروط بأن يكونوا من أهل المغفرة حتى لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذلك لم يدخل في ذلك العموم اتفاقا فدل على أن المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة فيه منهم

مهلب کا کہنا ہے کہ اس روایت میں معاویہ کے لئے مناقب موجود ہے کیونکہ معاویہ وہ پہلا شخص ہے جس نے بحری فتح حاصل کی اور یزید کے لئے بھی کیونکہ اس نے قیصر کے شہر کو فتح کیا۔
ابن التین اور ابن المنی نے جواب دیا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ بغیر کسی استثنا کے ہر ایک فرد اس میں شامل ہو کیونکہ اہلِ علم (علماء) میں اختلاف نہیں کہ مغفرت مشروط

ہے یعنی صرف انہی کے لئے ہے جو اس کے اہل ہوں کیونکہ اگر فتح کے بعد اس لشکر میں سے کوئی شخص بعد میں مرتد ہوگیا ہوتو ظاہر ہے وہ ان میں شامل نہ ہوگا جن کی مغفرت ہوچکی تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ (اس روایت میں) مغفرت مشروط ہے۔
فتح الباری، ج 6 ص 102

علماءِ اہلِ سنت کے بیان کردہ عقیدہ اور پیش کردہ مثال ہمیں مزید اچھی طرح سمجھ آتی ہے جب ہم رسول اللہ (ص) کی یہ حدیث پڑھتے ہیں جو کہ اہلِ سنت کی مشہور کتاب 'مسند ابی یعلٰی' ج 7 ص 32 میں درج ہے اور جسے کتاب کا حاشیہ لکھنے والے علامہ حسین سالم اسد نے صحیح قرار دیا ہے:

أن النبي صلى الله عليه و سلم قال : يا معاذ قال : لبيك يا رسول الله قال : بشر الناس أنه من قال : لا إله إلا الله دخل الجنة

رسول اللہ (ص) نے فرمایا: 'او معاذ'۔ معاذ نے کہا: 'جی اللہ کے رسول'۔ رسول اللہ (ص) نے کہا: 'لوگوں کو بتا دو کہ جس کسی نے کہا 'لا الہٰ الااللہ' (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) تو وہ جنت میں داخل ہوگا'۔

اگر ہم نواصب کی طرح ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کریں اور رسول اللہ (ص) کے مندرجہ بالا الفاظ کے ظاہری معنی لیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہر مسلمان جو کہ 'لا الہٰ الااللہ' کہتا ہے اور پھر جھوٹ، چوری چکاری، زناکاری، شراب خوری، رشوت خوری، قتل وغیرہ کرتا ہے تو اسے ایسے اعمال کا حساب نہیں دینا ہوگا اور وہ جنت میں داخل ہوگا! کلمہ پڑھ لینا یقیناً جنت میں جانے کا اہل بنا دیتا ہے اس وقت تک کے لئے جب تک ہم دیگر تمام اسلامی احکامات پر عمل کریں۔

----------------------------- اختتام باب نمبر 1 -----------------------

باب نمبر 2: علمائےاہلِ سنت کا اقرار کہ یزید کافر و ملعون ہے

یوں تو چاہے کوئی شیعہ ہو یا سنی، مسلم یا غیر مسلم، جس نے بھی تعصب کی عینک اتار کر تاریخ کا مطالعہ کیا ہے اسے یزید کے مکروہ کردار پر کوئی شک نہیں۔ پھر بھی بعض ایسے لوگ آتے رہے ہیں جو کسی نہ کسی بہانے سے یزید کو بچانے کی ناکام کوشش کرتے رہے ہیں اور اس طرح اپنے حسب و نسب پر شکوک و شبہات کو دعوت دیتے رہے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں میں سے ایک سپاہِ یزید کا واصل جہنم لیڈر اعظم طارق بھی تھا جس نے اپنے دادا یزید کے دفاع کی غرض سے دیگر نواصب کی طرح بارہویں صدی کے عالمِ دین ابو حامد غزالی کے الفاظ کا سہارا لیا۔

ہم غزالی کے اصل الفاظ تو نقل نہیں کررہے البتہ غزالی نے یزید کے دفاع میں جو بات کہی ہے اس کا لب ِلباب یہ ہے کہ ایک شخص نے غزالی سے یزید پر لعنت کرنے کے حوالے سے سوال کیا جس پر غزالی نے کہا کہ یہ جائز نہیں کہ کسی مسلمان پر لعنت کی جائے۔ اور چند لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ غزالی نے کہا کہ جس شخص کو ہم جانتے ہی نہیں اس پر لعنت کرنے کا کیا فائدہ، اس لئے اس سے بہتر ہے کہ زبان کو سورہ فاتحہ پڑھنے کے لئے استعمال کیا جائے۔

غزالی کے ان الفاظ کو مدِنظر رکھتے ہوئے، آئیے ہم سپاہِ صحابہ جیسے نواصب کے چہرے پر کرارے طمانچے اپنے جوابات کی صورت میں رسید کریں جو کہ غزالی کے اس فتویٰ کو بنیاد بنا کر اپنے پیروکاروں کہ یہ بتانے کی کوشش کرتے ہیں کہ یزید بہت نیک انسان تھا اور اس پر لعنت نہیں کرنی چاہیے۔

جواب نمبر 1: اللہ تعالیٰ نے خود بعض قسم کے لوگوں پر لعنت کی ہے

غزالی اور نواصب تو ایک طرف، آج کل دیکھنے میں آرہا ہے کہ بعض ماڈرن لوگ یہ کہتے ہیں کہ کسی پر لعنت کیوں کی جائے یہ تو ایک بیکار کام ہے۔ تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے اپنی لاریب کتاب میں کئی مرتبہ مختلف قسم کے لوگوں پر لعنت کی ہے۔

سورہ بقرہ، آیت 88:

اور کہتے ہیں ہمارے دلوں پر غلاف ہیں بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب سے لعنت کی ہے سو بہت ہی کم ایمان لاتے ہیں.

سورہ بقرہ، آیت 89:

اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے کتاب آئی جو تصدیق کرتی ہے اس کی جو ان کے پاس ہے اور اس سے پہلے وہ کفار پر فتح مانگا کرتے تھے پھر جب ان کے پاس وہ چیز آئی جسے انہوں نے پہچان لیا تو اس کا انکارکیاسوکافروں پر اللہ کی لعنت ہے.

سورہ بقرہ، آیت 159:

بے شک جو لوگ ان کھلی کھلی باتوں اور ہدایت کو جسے ہم نے نازل کر دیا ہے اس کے بعد بھی چھپاتے ہیں کہ ہم نے ان کو لوگوں کے لیے کتاب میں بیان کر دیا یہی لوگ ہیں کہ ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں.

سورہ بقرہ، آیت 161:

بے شک جنہوں نے انکار کیا اور انکار ہی کی حالت میں مر بھی گئے تو ان پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں اور سب لوگوں کی بھی۔

سورہ آلِ عمران، آیت 61:

پھر جو کوئی تجھ سے اس واقعہ میں جھگڑے بعد اس کے کہ تیرے پاس صحیح علم آ چکا ہے تو کہہ دے آؤ ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں بلائیں پھر سب التجا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں ان پر جو جھوٹے ہوں۔

سورہ ھود، آیت 18:

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے وہ لوگ اپنے رب کے روبرو پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں گے کہ یہی ہیں کہ جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

سورہ ھود، آیت 59-60:

اور یہ عاد تھے کہ اپنے رب کی باتوں سے منکر ہوئے اوراس کے رسولوں کو نہ مانا اور ہر ایک جبار سرکش کا حکم مانتے تھے۔
اور اس دنیا میں بھی اپنے پیچھے لعنت چھوڑ گئے اور قیامت کے دن بھی ۔خبردار بےشک عاد نے اپنے رب کا انکار کیا تھا ۔خبردار عاد جو ہود کی قوم تھی اللہ کی رحمت سے دور کی گئی۔

سورہ مائدہ، آیت 78:

بنی اسرائیل میں سے جو کافر ہوئے ان پر داؤد اور مریم کے بیٹے عیسیٰ کی زبان سے لعنت کی گئی یہ اس لیے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے گزر گئے تھے۔

جواب نمبر 2: نواصب خود غزالی کے اس فتویٰ پر پوری طرح عمل نہیں کرتے

یہ بات ذہن میں رہے کہ غزالی کا شمار صوفی مذہب میں اعلیٰ مقام رکھنے والے چند علماء میں ہوتا ہے۔ اس لئے یہ نہایت لطف انگیز بات ہے کہ سپاہِ صحابہ جیسے ناصبی غزالی کے یزید کی حمایت میں جاری کردہ فتویٰ کواس قدر اہمیت اور اول درجہ دیتے ہیں جبکہ اس فتویٰ کو اپنی (نجس) زندگیوں پر نافذ کرنے سے گریزاں ہیں یعنی خود تو سپاہِ صحابہ کے منافرت و دہشت پسند مُلا دیگر مسالکِ اسلام کے خلاف کفر کے فتووں کے بوچھاڑ کردیتے ہیں جن میں ان کے حنفی بریلوی برادران بھی شامل ہیں۔ یہی نہیں بلکہ غزالی و دیگر صوفی علماء کے خلاف بھی فتویٰ موجود ہیں۔ لہٰذا سپاہِ صحابہ جیسے

نواصب کا غزالی کے فتویٰ کے ایک حصہ کو قبول کرنا جبکہ دوسرے حصہ کو رد کرنا ان کے لئے کسی بھی طرح کام آنے والا نہیں۔

جواب نمبر 3: اگر جس برے انسان کو آپ خود جانتے نہیں اس لئے اس پر لعنت کرنا بیکار ہے تو ابلیس پر لعنت کرنا بھی بند کر دیجیئے

جی ہاں، تو پھر ابلیس کو اسلام میں لعنتی کیوں تسلیم کیا جاتا ہے؟ کیوں اس پر لعنت بھیجی جاتی ہے اور اسے شیطان مردود جیسے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور پھر خود اللہ تعالی اور اس کے رسول نے لوگوں پر لعنت کی، کیا غزالی صاحب اور سپاہِ صحابہ والے اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ علم والے ہیں؟ کیا اللہ اور رسول نے غزالی کی نگاہ میں بیکار کام کیا ہے؟

جواب نمبر 4: رسول اللہ نے کعبہ پر حملہ کرنے والے پر لعنت کی ہے

سب جانتے ہیں کہ واقع حرہ میں یزید کے حکم پر اہلِ مدینہ کے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ کتنے صحابہ کا قتلِ عالم ہوا اور کتنی صحابیات کی عزتیں پامال کی گئیں۔ اس حوالے سے ابن کثیر نے ایک حدیث کا حوالہ دیا ہے:

رسول اللہ نے فرمایا کہ جس شخص نے از راہِ ظلم اہلِ مدینہ کو خوفزدہ کیا، اللہ اسے خوفزدہ کرےگا اور اس پر اللہ، اس کے فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی۔
البدایہ والبھایہ، ج 8 ص 1147 (نفیس اکیڈمی کراچی)۔

کیا رسول اللہ کی یہ حدیث کافی نہیں کہ یزید پر لعنت کی جائے؟

جواب نمبر 5: امام احمد بن حنبل کے مطابق یزید شرابی و کافر ہے اور اس پر لعنت کرنا جائز ہے

اہلِ سنت کے چار مسالک میں سے ایک یعنی حنبلی فقہ کے بانی امام احمد بن حنبل کا یزید کے متعلق فتویٰ بہت مشہور ہے اور کئی سنی علماء نے اپنی کتابوں میں اسے جگہ دی ہے۔ مثلاً علامہ محمود آلوسی البغدادی مزید دو علماء کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

البرزنجي في الأشاعة والهيثمي في الصواعق إن الإمام أحمد لما سأله ولده عبد الله عن لعن يزيد قال كيف لا يلعن من لعنه الله تعالى في كتابه فقال عبد الله قد قرأت كتاب الله عز و جل فلم أجد فيه لعن يزيد فقال الإمام أن الله تعالى يقول : فهم عسيتم إن توليتم أن تفسدوا في الأرض وتقطعوا أرحامكم أولئك الذين لعنهم الله الآية وأي فساد وقطيعة

البرزنجی نے الاشاعت اور الھیثمی نے صوائق میں نقل کیا ہے کہ امام احمد کے فرزند عبداللہ نے اپنے امام احمد سے یزید پر لعنت کرنے کے متعلق دریافف کیا جس پر امام احمد نے جواب دیا کہ اس شخص پر کس طرح لعنت نہ جائے جس پر اللہ نے لعنت کی ہے۔ عبداللہ نے کہا کے اللہ کی کتاب میرے سامنے پڑھیئے تاکہ میں بھی دیکھوں کہ یزید پر قرآن میں کہاں لعنت کی گئی ہے۔امام احمد نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی:

پھر تم سے یہ بھی توقع ہے اگرتم ملک کے حاکم ہو جاؤ تو ملک میں فساد مچانے اور قطع رحمی کرنے لگو۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے۔

پھر امام احمد نے کہا کہ کیا اس (یعنی قتلِ حسین) سے زیادہ بھی کوئی بڑا فساد ہوسکتا ہے؟
تفسیر روح المعانی (آن لائن)، ج 26 ص 72

اس کے علاوہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیرمظہری میں بھی امام احمد کے اس فتویٰ کا ذکر ایک دوسرے حوالے سے کیا ہے:

ابن جوزی نے لکھا ہے کہ قاضی ابو یعلی نے اپنی کتاب المعتمد میں صالح بن احمد بن حنبل سے بیان نقل کیا ہے۔ صالح کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ ابا، لوگ کہتے ہیں کہ ہم یزید بن معاویہ سے محبت کرتے ہیں۔ ابا نے فرمایا کہ بیٹے، جوشخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے، کیا اس کے لئے یزید بن معاویہ سے محبت رکھنے کا کوئی جواز ہوسکتا ہے۔ اس شخص پر کس طرح لعنت نہ جائے جس پر اللہ نے لعنت کی ہو۔ میں نے عرض کیا، اللہ نے اپنی کتاب میں کس جگہ یزید پر لعنت کی ہے۔ امام احمد نے فرمایا (آیت پڑھی):

پھر تم سے یہ بھی توقع ہے اگرتم ملک کے حاکم ہو جاؤ تو ملک میں فساد مچانے اور قطع رحمی کرنے لگو۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے پھرانہیں بہرا اوراندھا بھی کر دیا ہے۔
تفسیر مظہری، ج 10 ص 326 سورہ 47 آیت 22 اور 23

جواب نمبر 6: امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام مالک کے مطابق یزید پر لعنت کرنا جائز ہے

نامور شافعی عالمِ دین شیخ سلیمان بن محمد بن عمر البیجرمی (متوفی 1221 ھ) لکھتے ہیں:

أن للإمام أحمد قولا بلعن يزيد تلويحا وتصريحا وكذا للإمام مالك وكذا لأبي حنيفة ولنا قول بذلك في مذهب إمامنا الشافعي وكان يقول بذلك الأستاذ البكري .ومن كلام بعض أتباعه في حق يزيد ما لفظه زاده الله خزيا ومنعه وفي أسفل سجين وضعه

یزید پر تلویح و تصریح طور پر لعنت کرنے کے متعلق امام احمد کے اقوال موجود ہیں اور یہی صورتحال امام مالک اور ابو حنیفہ کی بھی ہے اور ہمارے امام شافعی کا مذہب بھی یہی ہے اور البکری کا قول بھی یہی ہے۔ البکری کے بعض اتباع کرنے والوں نے کہا ہے کہ اللہ یزید کی بےعزتی میں اضافہ کرے اور اسے جہنم کے نچلے ترین درجہ پر رکھے۔
حاشیتہ البیجرمی، ج 12 ص 369

یاد رہے کہ غزالی خود شافعی مسلک کے پیروکار تھے۔ جب شافعی مذہب کے بانی کا یزید پر لعنت کرنا ثابت ہے تو اس میں غزالی کی ذاتی رائے کی پھر کیا اہمیت رہ جاتی ہے!

جواب نمبر 7: علامہ محمود آلوسی کے مطابق یزید کافر ہے اور اس پر لعنت کرنا جائز ہے

علامہ محمود آلوسی البغدادی (متوفی 1270 ھ) تفسیر روح المعانی، ج 26 ص 73 سورہ 47 آیت 22 اور 23 کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:

الذي يغلب على ظني أن الخبيث لم يكن مصدقا برسالة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم . . . وأنا أذهب إلى جواز لعن مثله على التعيين ولو لم يتصور أن يكون له مثل من الفاسقين والظاهر أنه لم يتب واحتمال توبته أضعف من إيمانه ويلحق به ابن زياد وابن سعد وجماعة فلعنة الله عز و جل عليهم أجمعين وعلى أنصارهم وأعوانهم وشيعتهم ومن مال إليهم إلى يوم الدين ما دمعت عين على أبي عبد الله الحسين

اور میں وہی کہتا ہوں جو میرے ذہن پر حاوی ہے کہ (یزید)خبیث نے رسول اللہ (ص) کی رسالت کی تصدیق نہیں کی . . . میرے مطابق یزید جیسے شخص پر لعنت کرنا جائز ہے حالانکہ انسان یزید جیسے فاسق کا تصور بھی نہیں کرسکتا اور بظاہراس نے کبھی توبہ نہ کی اور اس کی توبہ کرنے کے امکانات ، اس کے ایمان کے امکانات سے بھی کم ہیں۔ یزید کے ساتھ، ابن زیاد ، ابن سعد اور اس کی جماعت کو بھی شامل کرنا چاہیے۔ تحقیق، اللہ کی لعنت ہو ان تمام لوگوں پر، ان کے دوستوں پر، ان کے مددگاروں پر اور ان کی جماعت پر، قیامت تک اور اس وقت تک جب تک کہ ایک آنکھ بھی ابو عبداللہ الحسین کے لئے آنسو بہاتی ہے۔
تفسیر روح المعانی، ج 26 ص 72

جواب نمبر 8: قاضی ثناءاللہ پانی پتی کے مطابق یزید شرابی و کافر ہے اور اس پر لعنت کرنا جائز ہے

دیوبند مسلک جو کہ سپاہِ صحابہ والوں کا بھی مسلک ہے(حالانکہ حقیقتاً ان کا مسلک تو انسان دشمنی و بےغیرتی ہے) میں اعلیٰ مقام رکھنے والے علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی

عثمانی (متوفی 1225 ھ) جو کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے شاگرد تھے اور جنہیں شیعہ دشمنی کے لئے مشہور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے "اپنے دور کا بھقی" ہونے کا لقب دیا، اپنی کتاب تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں:

یزید اور اس کے ساتھیوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اہل ِبیت کی دشمنی کا جھنڈا انہوں نے بلند کیا اور حضرت حسین کو انہوں نے ظلماً شہید کردیا اور یزید نے دین ِمحمدی کا ہی انکار کردیا اور حضرت حسین کو شہید کرچکا تو چند اشعار پڑھے جن کا مضمون یہ تھا کہ آج میرے اسلاف ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے آل ِمحمد اور بنی ہاشم سے ان کا کیسا بدلہ لیا۔یزید نے جو اشعار کہے تھی ان میں آخری شعر یہ تھا:

احمد نے جو کچھ (ہمارے بزرگوں کے ساتھ بدر میں) کیا اگر اولاد سے میں نے اس کا انتقام نہ لیا تو میں بنی جندب سے نہیں ہوں۔

یزید نے شراب کو بھی حلال قرار دے دیا تھا۔ شراب کی تعریف میں چند شعر کہنے کے بعد آخری شعر میں اس نے کہا تھا:

اگر شراب دین ِاحمد میں حرام ہیں تو (ہونے دو) مسیح بن مریم کے دین (یعنی عیسایت) کے مطابق تم اس کو(حلال سمجھ کر) لے لو۔
یزید اور اس کے ساتھیوں اور جانشینوں کے یہ مزے ایک ہزار مہینے تک رہے، اس کے بعد ان میں سے کوئی نہ بچا۔
تفسیر مظہری (عربی)، ج 5 ص 271 سورہ 14 آیت 29
تفسیر مظہری (اردو)، ج 6 ص 202-203 سورہ 14 آیت 29

ہمیشہ کی طرح دارالاشاعت کراچی کے ترجمہ میں ڈنڈی ماردی گئی ہے اور یزید کے اشعار جو قاضی ثناء اللہ نے بیان کیئے ہیں وہ مکمل طور پر نقل نہیں کئے اس لئے ہم نے تفسیر مظہری کا اصل عربی عکس بھی پیش کردیا ہے۔

سورہ نمبر 24 آیت 55 کی تفسیر میں بھی قاضی ثناء اللہ لکھتے ہیں:

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آیت "ومن كفر بعد ذلك" میں یزید بن معاویہ کی طرف اشارہ ہو۔ یزید نے رسول اللہ کے نواسے کو اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کیا۔ یہ ساتھی خاندان ِنبوت کے ارکان تھے، عزت ِرسول کی بےعزتی کی اور اس پر فخر کیا اور کہنے لگا آج بدر کے دن کا انتقام ہوگیا، اسی نے مدینۃ الرسول پر لشکر کشی کی اوت حرہ کے واقع میں مدینہ کو غارت کیا اور وہ مسجد میں جس کی بناء تقویٰ پر قائم کی گئی تھی اور جس کے جنت کو باغوں میں سے ایک باغ کہا گیا ہے اس کی بے حرمتی کی، اس نے بیت اللہ پر سنگباری کے لئے منجیقیں نصب کرائیں اور اس نے اول خلیفہ رسول حضرت ابو بکر کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیر کو شہید کرایا اور ایسی ایسی نازیبا حرکتیں کیں کہ آخر اللہ کے دین کا منکر ہوگیا اور اللہ کی حرام کی ہوئی شراب کو حلال

کردیا۔
تفسیر مظہری، ج 8 ص 268

قاضی ثناءاللہ پانی پتی نے اپنے ایک خط میں تحریر کیا:

غرض یہ کہ یزید کافر معتبر روایت سے ثابت ہے۔ پس وہ مستحق ِلعنت ہے اگرچہ لعنت کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن الحب فی اللہ البغض فی اللہ اس کا متقاضی ہے [المکتوبات، ص 203]۔
امام پاک اور یزید پلید، ص 104

جواب نمبر 9: شافعی مذہب کے امام ابن علی بن عماد الدین کے مطابق یزید پر لعنت کرنا جائز ہے

شافعی مسلک کے اس بلند پایا فقیہ کا تعارف اور یزید کے متعلق ان کے خیالات کو ابن کثیر نے یوں بیان کیا ہے:

ابن علي بن عماد الدين، أبو الحسن الطبري، ويعرف بالكيا الهراسي، أحد الفقهاء الكبار، من رؤس الشافعية، ولد سنة خمسين وأربعمائة، واشتغل على إمام الحرمين، وكان هو والغزالي أكبر التلامذة، ... وكان يكرر لعن إبليس على كل مرقاة من مراقي النظامية بنيسابور سبع مرات، وكانت المراقي سبعين مرقاة، وقد سمع الحديث الكثير، وناظر وأفتى ودرّس، وكان من أكابر الفضلاء وسادات الفقهاء، ... واستفتي في يزيد بن معاوية فذكر عنه تلاعباً وفسقاً، وجوز شتمه

ابن علی بن عماد الدین ابو الحسن الطبری، جو کہ الھراسی کے نام سے مشہور ہیں، شافعی مذہب کے اولین فقہاء میں سے ایک تھے، وہ 450 ہجری میں پیدا ہوئے، انہوں نے امام الحرمین سے استفادہ حاصل کیا، وہ اور امام غزالی ان کے نامور شاگردوں میں سے ہیں... نیشاپور میں نظامیہ میں وہ ہر سیڑھی پر ابلیس پر سات مرتبہ لعنت کرتے تھے اور وہاں کل ستر سیڑھیاں تھیں۔ انہوں نے کثیر تعداد میں احادیث سنیں، انہوں نے مناظرے کیے، فتاوے دیئے اور تدریس کا کام کیا اور وہ اکابر فضلاء و سادات الفقہاء ... اور ان سے یزید بن معاویہ کے متعلق فتویٰ لیا گیا جس پر انہوں نے کہا کہ یزید دھوکہ باز و فاسق تھا اور ان کے مطابق یزید پر سب کرنا جائز ہے۔
البدایہ والنہایہ، ج 12 ص 213

اہل ِسنت کے مشہور مصنف شیخ کمال الدین محمد بن موسیٰ دمیری (متوفی 808 ھ) اپنی کتاب حیات الحیوان ج 2 ص 196 میں الھراسی الشافعی نے یزید کے متعلق فتویٰ کو اور بھی تفصیل سے نقل کیا ہے۔ جب الھراسی سے دریافت کیا گیا کہ آیا یزید پر لعنت کرنا جائز ہے؟، جس پر انہوں نے کہا:

وأما قول السلف ففيه لكل واحد من أبي حنيفة ومالك وأحمد قولان: تصريح وتلويح. ولنا قول واحد: التصريح دون التلويح، وكيف لا يكون كذلك وهو المتصيد بالفهد واللاعب بالنرد ومدمن الخمر؟

یزید پر لعنت کرنے سے متعلق سلف جن میں ابو حنیفہ ، مالک اور احمد شامل ہیں، ان کے دو قسم کے اقوال ہیں۔ ایک قول تو تصریح کے تعلق سے ہے (یعنی یزید کا نام لے کر لعنت کی جائے) اور دوسرا قول تلویح کے تعلق سے ہے (یعنی بغیر نام لئے صرف اشارہ کے ساتھ لعنت کی جائے مثلاً لعنت ہو قاتلِ حسین پر)۔ لیکن ہمارے مطابق صرف ایک ہی قول ہے اور وہ تصریح کا ہے نہ کہ تلویح کا اور کیوں نہ ہو جبکہ یزید چیتے کے شکار اور شطرنج کا کھیل کھیلتا اور ہمیشہ شراب پیا کرتا تھا۔

جواب نمبر 10: امام سعد الدین تفتازانی کے مطابق یزید پر لعنت کرنا جائز ہے اور انہوں نے خود بھی یزید پر لعنت کی

امام سعد الدین تفتازانی (متوفی 791 ھ) اہلِ سنت کے جید علماء میں شمار کئے جاتے ہیں جن کی تصانیف اس قدر اور اتنے موضوعات پر ہیں کہ ان کا تذکرہ امام ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب "در الکامنہ" میں تفصیل سے کیا ہے۔ یزید کے متعلق امام سعد الدین کا فتویٰ بہت مشہور ہے جسے علامہ آلوسی البغدادی نے قرآن کی تفسیر "تفسیر روح المعانی" میں سورہ 47 آیات 42 اور 43 کی تفسیر میں جبکہ علامہ ابن عماد حنبلی نے "شذرات الذهب" ج 1 ص 68 اور 69 پر نقل کیا ہے:

نتوقف في شأنه بل في كفره وإيمانه لعنة الله عليه وعلى أنصاره وأعوانه

ہم یزید کے مسئلے میں توقف نہیں کرتے، نہ ہی اس کے کفر اور ایمان میں، اللہ کی لعنت ہو اس پر، اس کے ساتھیوں پر اور اس کے مددگاروں پر۔

شیخ سلیمان بن محمد بن عمر البیجرمی نے امام سعد الدین کی مشہور ترین کتاب "شرح عقائد" کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے:

وفي شرح عقائد السعد يجوز لعن يزيد

شرح عقائد السعد کے مطابق یزید پر لعنت کرنا جائز ہے
حاشیتہ البیجرمی، ج 12 ص 369

جواب نمبر 11: امام جلال الدین سیوطی نے خود یزید پر لعنت کی ہے

امام حافظ جلال الدین سیوطی اپنے مشہور کتاب تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں:

امام حسین کے قاتل، ابن زیاد، یزید، ان تینوں پر اللہ کی لعنت ہو۔
تاریخ الخلفاء، ص 208 (نفیس اکیڈمی، کراچی)۔

جواب نمبر 12: قاضی شوکانی نے بھی خود یزید پر لعنت کی ہے

قاضی شوکانی جو مسلک اہل ِحدیث میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں، ان علماء میں سے ہیں جنہوں نے خود یزید پر لعنت کی۔ اپنی مشہور کتاب نیل الاوطار، ج 7 ص 201 میں لکھتے ہیں:

الخمير السكير الهاتك لحرم الشريعة المطهرة يزيد بن معاوية لعنهم الله

شرابی، جس نے پاک شریعت کی توہین کی یعنی یزید بن معاویہ، اللہ کی لعنت ہو اس پر۔

جواب نمبر 13: حنفی امام ملا علی قاری کے مطابق یزید پر لعنت کرنا جائز ہے

جب ملا علی قاری سے یہ دریافت کیا گیا کہ آیا معاویہ پر لعنت کرنا جائز ہے تو انہوں نے جواب دیا:

ہر گز جائز نہیں، ہاں یزید اور ابن زیاد اور انہی کی مثل دوسرے لوگوں پر جائز ہے
[شرح شفا، ج 2 ص556]۔
امام پاک اور یزید پلید، ص 93 (ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)۔

جواب نمبر 14: امام ابن جوزی کے مطابق یزید پر لعنت کرنا جائز ہے

اب بات کرتے ہیں مسلک ِاہل ِسنت کے چوٹی کی امام یعنی ابوالفرج ابن الجوزی (متوفی 597 ھ) جن کے نزدیک یزید پر لعنت کرنا اتنا ضروری تھا کہ انہوں نے اس موضوع پر علیحدہ سے کتاب لکھ ڈالی جس سے معاویہ خیل قبیلے کو اس قدر نقصان پہنچا کہ جس کی کوئی حد نہیں کیونکہ جس بلند مقام کے امام ابن جوزی تھے، ان پر تو یہ لوگ کچھ الزام دھر نہیں سکتے تھے لہذا آج کل دیکھنے میں آرہاے کہ بعض نواصب اس بات کی تردید کررہے ہیں کہ امام ابن جوزی نے ایسی کوئی کتاب تحریر کی۔ ایسے احمقوں کےلیے عرض ہے کہ آج کے دور میں اس بات کا انکار کس بنیاد پر کیا جاسکتا ہے جبکہ کئی صدیوں سے علماء اہل ِسنت اس بات کا اقرار کرتے آئے ہیں کہ امام ابن جوزی ایسی ایک تصنیف کے مصنف تھے!

ایسے احمق اور کچھ نہیں تو صرف ایسے چہیتے اور تعصب سے بھرپور امام ابن کثیر (متوفی 774 ھ) کے الفاظ ہی دیکھ لیتے جو انہوں نے تاریخ پر لکھی طویل کتاب البدایہ والنہایہ، ج 8 ص 1148میں تحریر کئے ہیں:

وانتصر لذلك أبو الفرج بن الجوزي في مصنف مفرد، وجوز لعنته

ابو الفرج ابن الجوزی نے ایک علیحدہ کتاب لکھی جس میں انہوں نے یزید پر لعنت کو جائز قرار دیا ہے۔
البدایہ والنہایہ، ج 8 ص 1148

یہ کافی نہیں تو امام عبدالروف المناوی کے الفاظ بھی پیش کئے دیتے ہیں جو انہوں نے اپنی کتاب 'فیض القدیر شرح جامع الصغیر' ج 1 ص 204 میں تحریر کئے ہیں:

قال أبو الفرج بن الجوزي في كتابه الرد على المتعصب العنيد المانع من ذم يزيد أجاز العلماء الورعون لعنه

ابو الفرج ابن الجوزی نے اپنی کتاب "الرد علی المتعصب العنید المانی من ذم یزید" میں لکھا ہے کہ نیک علماء نے یزید پر لعنت کی اجازت دی ہے۔

اب بھی کوئی کمی رہ گئی ہے تو پیش ِخدمت ہے شیخ سلیمان بن محمد بن عمر البیجرمی (متوفی 1221 ھ) کے الفاظ:

قال ابن الجوزي : أجاز العلماء الورعون لعن يزيد وصنف في إباحة لعنه مصنفا

ابن الجوزی نے کہا ہے کہ نیک علماء نے یزید پر لعنت کرنے کی اجازت دی ہے۔ اور انہوں نے تو اس کے جائز ہونے پر ایک کتاب بھی لکھی ہے۔
حاشیتہ البیجرمی، ج 12 ص 369

جواب نمبر 15: الخلال، ابو بکر عبدالعزیز ، قاضی ابو یعلیٰ اور قاضی ابوالحسین کے مطابق یزید پر لعنت کرنا جائز ہے

امام ابن کثیر فرماتے ہیں:

اس قسم کی احادیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو یزید بن معاویہ پر لعنت ڈالنے پر رخصت کے قائل ہیں اور یہ روایت احمد بن حنبل سے ہے جسے الخلال، ابو بکر عبد العزیز، قاضی ابو یعلی اور اس کے بیٹی قاضی ابو الحسین نے اختیار کیا ہے۔
البدایہ والنہایہ، ج 8 ص 1148 (نفیس اکیڈمی کراچی)۔

اس کے علاوہ علامہ کمال الدین دمیری نے حیات الحیوان، ج 2 ص 174 میں درج کیا ہے:

وقال القاضي أبو الحسين محمد بن القاضي أبي يعلى بن الفراء الحنبلي – وقد صنف كتابا فيه بيان من يستحق اللعن وذكر فيهم يزيد : الممتنع من لعن يزيد إما أن يكون غير عالم

بجواز ذلك ، أو منافقا يريد أن يوهم بذلك ، وربما استفز الجهال بقوله (ص) : المؤمن لا يكون لعانا ، وهذا محمول على من لا يستحق اللعن

قاضی ابو الحسین محمد بن القاضی ابی یعلی بن الفراء الحنبلی نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے ان لوگوں کے نام درج کئے ہیں جولعنت کے مستحق ہیں اور اس میں یزید کو بھی شامل کیا ہے اور لکھا ہے کہ جو کوئی بھی یزید پر لعنت کرنے سے منع کرتا ہے تو وہ اس بات سے بےخبر ہوگا کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے یابرا ، ایسا شخص منافق ہوگا جو کہ ایک غلط تاثر دینے کی کوشش کررہا ہو یا پھر وہ جاہل لوگوں کو رسول اللہ کے ان الفاظ سے غلط تاثر دے رہا ہوگا جہاں رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ مومن کبھی لعنت نہیں کرتا، لیکن یہ حدیث دراصل ان لوگوں کے لئے ہے جو لعنت کے مستحق نہ ہوں۔

جواب نمبر 15: عمرو بن بحر الجاحظ کے مطابق یزید ملعون ہے

اہل ِسنت کے قدیم علماء میں سے ایک عمرو بن بحر الجاحظ(متوفی 255 ھ) اپنی کتاب الرسالہ الحادیۃ عشر، ص 398 میں لکھتے ہیں:

المنكرات التي اقترفها يزيد من قتل الحسين وحمله بنات رسول الله (ص) سبايا ، وقرعه ثنايا الحسين بالعود ، وإخافته أهل المدينة ، وهدم الكعبة ، تدل على القسوة والغلظة ، والنصب ، وسوء الرأي ، والحقد والبغضاء والنفاق والخروج عن الايمان ، فالفاسق ملعون ، ومن نهى عن شتم الملعون فملعون

جو منکرات یزید نے انجام دیئے یعنی قتل ِحسین، رسول اللہ کی بیٹیوں کو غلام بنانا، حسین کے سر اورہونٹوں پر چھڑی مارنا، مدینہ کے لوگوں کو خوف میں مبتلا کرنا اور کعبہ پر حملہ کرنا بتاتا ہے کہ یزید ایک اکھڑ، پتھر دل، ناصبی، گندی سوچ رکھنے والا، زہر سے پر، منافق، ایمان سے خارج، فاسق اور ملعون شخص تھا اور جو کوئی بھی ملعون انسان پر لعنت کرنے سے روکے وہ خود ملعون ہوتا ہے۔

جواب نمبر 16: حنفی امام احمد بن سلیمان بن کمال کے مطابق یزید پر لعنت کرنا جائز ہے

حنفی مسلک کے ایک اور بلند پایا امام احمد بن سلیمان بن کمال (متوفی 944 ھ) یزید پر لعنت کرنے کو جائز تسلیم کرتے تھے۔ امام عبدالروف المناوی نے فیض القدیر، ج 1 ص 204 میں ان کے متعلق لکھا ہے:

ثم قال المولى ابن الكمال والحق أن لعن يزيد على اشتهار كفره وتواتر فظاعته وشره على ما عرف بتفاصيله جائز

المولی ابن الکمال نے کہا کہ حق یہی ہے کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے حالانکہ مشہور یہی ہے کہ وہ کافر ہے اور اس کی وحشت انگیزیاں اور شرانگیزیاں تواتر کے ساتھ درج ہیں۔

فیض القدیر، ج 1 ص 204 روایت 281

جواب نمبر 17: امام قوام الدین الصفاری کے مطابق یزید پر لعنت کرنا جائز ہے

امام عبدالروف المناوی نے فیض القدیر، ج 1 ص 204 میں ایک اور سنی امام قوام الدین الصفاری کا یزید کے متعلق فتوىٰ درج کیا ہے:

قال ابن الكمال وحكى عن الإمام قوام الدين الصفاري ولا بأس بلعن يزيد

ابن الکمال نے کہا ہے کہ امام قوام الدین الصفاری نے کہا ہے کہ یزید پر لعنت کرنے میں کوئی برائی نہیں۔

فیض القدیر، ج 1 ص 204 روایت 281

جواب نمبر 18: شیخ عبد الرحمان بن یوسف الاجھوری کے مطابق یزید کافر ہے

شیخ عبداللہ بن محمد الشبروی (متوفی 1172 ھ) جو کہ سن 1137 ہجری میں جامعۃ الاظہر، مصر میں استاد تھے اپنی کتاب الاتحاف بحب الاشراف، ص 69 میں شیخ عبدالرحمان بن یوسف الاجھوری المالکی (متوفی 960 ھ) کے متعلق نقل کیا ہے:

وقال العلاّمة الأَجهوريّ: اختار الإِمام محمّد بن عرفة والمحقّقون من أتباعه كفر الحجّاج، ولا شكّ أنّ جريمته كجريمة يزيد، بل دونها

علامہ الاجھوری نے کہا ہے کہ امام محمد بن عارفہ اور ان کا اتباع کرنے والے محققین نے حجاج کو کافر تسلیم کیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حجاج کے جرائم یزید کے جرائم جیسے ہیں، بلکہ یزید کے جرائم سےکم ہی ہیں۔

جواب نمبر 19: شافعی امام ابو البرکات الدمشقی نے خود یزید پر لعنت کی ہے

ابو البرکات محمد بن احمد الدمشقی الشافعی (متوفی 871 ھ)بھی ان سنی علماء میں سے ایک تھے جنھوں نے بذاتِ خود یزید پر لعنت کی۔ وہ اپنی کتاب جواھر المطالب، ج 2 ص 272 میں لکھتے ہیں:

يزيد لعنه الله

اللہ کی لعنت ہو یزید پر۔

جواب نمبر 20: امام ابو بکر جصاص الرازی کی نظر میں بھی زید لعین ہے

امام ابو بکر جصاص الرزای (متوفی 370 ھ) کسی تعرف کے محتاج نہیں۔ اپنی تفسیرِ قرآن میں سورہ توبہ کی تفسیر کرتے ہوئے عنوان "یجوز الجهاد وان کان امیر الجیش فاسقا" کے ذیل میں سپاہِ صحابہ کے خلیفہ کو یوں یاد کرتے ہیں:

نبی (ص) کے اصحاب خلفاء اربعہ کے بعد فاسق امراء کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے تھے .چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاری نے یزید لعین کی معیت میں بھی جہاد فرمایا ہے۔
احکام القرآن، ج 3 ص 154 (طبع ثانیہ 1424ھ ، دارالکتب العلمیہ بیروت)۔

جواب نمبر 21: یزید، مختلف آئمہ اہلِ سنت کی نظر میں

اب تک ہم نے صرف ان آئمہ اہلِ سنت کی بیانات نقل کئے جنہوں نے یزید کا کافر اور اس پر لعنت کرنا جائز قرار دیا ہے۔ آیئے اب یزید کے کردار کو مختلف نامور لوگوں کی زبانی پیش کرتے ہیں۔

یزید اور اسکے حامی امام ابن حجر عسقلانی کی نظر میں

یزید کی ثناء کرنے والوں کے متعلق اہلِ سنت کے علم الرجال کے امیر المومنین اور صحیح بخاری کی سب سے مشہور شرح لکھنے والے امام ابن حجر عسقلانی نے جو کہا ہے اس کے بعد سپاہِ یزید اور ذاکرنائک عرف نالائق جیسے نواصب پر حیرت ہی ہوتی ہے۔ وہ اپنی کتاب 'الامتاع باالاربعین' ص 96 پر تحریر کرتے ہیں:

وأما المحبة فيه والرفع من شأنه فلا تقع إلا من مبتدع فاسد الاعتقاد فإنه كان فيه من الصفات ما يقتضي سلب الإيمان

یزید سے محبت اور اس کی ثناء سوائے فاسد العقیدہ شخص کے کوئی اور نہیں کرسکتا کیونکہ یزید کی صفات ہی ایسی تھیں کہ اس سے محبت کرنے والے سلب الایمان ہونے کے لائق ہیں۔

امام ذہبی کی نظر میں یزید شرابی، ناصبی و قاتلِ حسین ہے

مسلکِ اہلِ سنت میں علم الرجال میں دوسرے امیر المومنین تسلیم کئے جانے والے امام ذہبی جن کے خود کے قلم سے اکثر نصب چھلکتا ہے، وہ تک یزید کے لئے یہ کہنے پر مجبور ہوگئے:

وقال الذهبي فيه كان ناصبياً فظاً غليظاً يتناول المسكر ويفعل المنكر افتتح دولته بقتل الحسين وختمها بوقعة الحرة فمقته الناس ولم يبارك في عمره

ذہبی نے یزید کے متعلق کہا ہے کہ وہ ناصبی ، اکھڑ، غلیظ اور شرابی تھا اور اس نے منکرات کا ارتکاب کیا۔ اس نے اپنی دور کا آغاز حسین کے قتل سے کیا اور اختتام واقعِ حرہ پر کیا لہٰذا لوگوں نے اس سے نفرت کی اور اللہ نے اس کی عمر میں برکت نہیں کی۔
شذرات الذہب، ابن عماد حنبلی، ج 1 ص 69

یزید، امام ابن کثیر کی نظر میں

اہل ِسنت کے وہ امام جن کی تفسیرِ قرآن کو اکثر لوگ اول نمبر پر اہمیت دی جاتی ہے اور جو خود ناصبیت کے قریب تھے یعنی امام حافظ ابن کثیر دمشقی:

روایت ہے کہ یزید گانے بجانے کے آلات، شراب نوشی کرنے، راگ الاپنے، شکار کرنے، غلام اور لونڈیاں بنانے، کتے پالنے، مینڈھوں، ریچھوں اور بندروں کے لڑانے میں مشہور تھا اور ہر صبح کو وہ مخمور ہوتا تھا اور وہ زین دار گھوڑے پر بندر کو زین سے باندھ دیتا تھا اور وہ اسے چلاتا اور بندر کو سونے کی ٹوپی پہناتا اور یہی حال غلاموں کا تھا اور وہ گھڑ دوڑ کراتا اور جب کوئی بندر مرجاتا تو اس پر غم کرتا۔
البدایہ و النہایہ، ج 8 ص 1169 (نفیس اکیڈمی کراچی)۔

محدث شاہ عبدالعزیز دہلوی کی نظر میں یزید شرابی، فاسق اور قاتل ِحسین ہے

پاکستان کے نامور عالمِ دین جن کو خطیب اعظم کے نام سے جانا جاتا تھا یعنی علامہ شفیع اوکاڑوی نے اپنی کتاب 'امام پاک اور یزید پلید' میں یزید کے حامی ملا مولانا محمود عباسی کا رد کیا ہے۔ اپنے دلائل کے دوران ایک جگہ علامہ اوکاڑوی نے معروف شیعہ مخالف عالمِ دین محدث شاہ عبدالعزیز دہلوی کے الفاظ نقل کئے ہیں:

پس انکار کیا امام حسین علیہ السلام نے یزید کی بیعت سے کیونکہ وہ فاسق، شرابی و ظالم تھا۔ اور امام حسین مکہ تشریف لے گئے[سر الشہادتین، ص12]۔
امام پاک اور یزید پلید، ص 97

یزید خود اپنے باپ معاویہ کی نظر میں

معاویہ کو اپنی صفات سے لیس بیٹے کی تمام مکروہ حرکات کا بخوبی علم تھا جس میں اس کی شراب نوشی و دیگر عادات شامل تھیں۔ لیکن حسب ِتوقع، معاویہ نے ایک تجربہ کار انسان کی حیثیت سے یزید کو کچھ قیمتی ٹپس دیں جن کے مطابق یزید کو تمام لغویات

کا ارتکاب رات کے اندھیرے میں کرنا چاہیے تھا نہ کہ دن کی روشنی میں۔ ابن کثیر نقل کرتے ہیں:

یزید نوعمری میں شرابی اور نو عمروں والی حرکات کرتا تھا۔ حضرت معاویہ نے اس بات کو محسوس کرکے نرمی کے ساتھ اسے نصیحت کرنی چاہی تو آپ نے فرمایا، اے میرے بیٹے تو ذلت و رسوائی کے بغیر جو تیری جوانمردی اور قدر کو تباہ کردیگی اور تیرا دشمن تیری مصیبت پر خوش ہوگا اور یہ تیرا دوست تیرے ساتھ برا سلوک کرےگا۔ اپنی حاجت تک پہنچنے کی کس قدر قدرت رکھتا ہے ۔ پھر فرمایا، اے میرے بیٹے، میں تجھے کچھ اشعار سناتا ہوں، ان سے ادب سیکھ اور انہیں یاد کرلے، پس آپ نے اسے اشعار سنائے:

بلندیوں کی جستجو میں دن بھر کھڑا رہ اور قیبی حبیب کی جائی پر صبر کر حتیٰ کہ رات کا اندھیرا چھا جائے اور رقیب کی آنکھ نہ لگے ، پس جس کام کو تو خواہش مند ہو، رات بھر اسی کام میں لگا رہ، رات دانشمند کا دن ہوتی ہے ، کتنے ہی فاسق ہیں جن کو تو درویش خیال کرتا ہے وہ رات کو عجیب کام کرتے گزارتے ہیں، رات نے اس پر پردے ڈال دیئے ہیں اور اس نے امن و عیش سے رات گزاری ہے۔
البدایہ والنہایہ، ج 8 ص 1156 (نفیس اکیڈمی کراچی)۔

-------------------------- اختتام باب نمبر 2 ----------------------

باب نمبر 3: واقعِ حرہ

آج کے دور کے نواصب بھرپور کوشش کرتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح اپنے جد یزید (لعین) کو قتلِ حسین کے الزام سے بچالیا جائے لیکن وہ یہ حقیقت بھول جاتے ہیں یزید نے صرف آلِ محمد و اصحاب کے قتل کا گناہ انجام نہیں دیا بلکہ اس ملعون کی تمام زندگی کبائر گناہ میں ڈوبی ہوئی تھی اور سانحہِ کربلا کے بعد واقعہِ حرہ جس کے دوران جو حرکات یزید اور یزیدی لشکر نے انجام دیں، انہیں بیان کرتے ہوئے کئی عمائے اہلِ سنت کے ہاتھ کانپ اٹھے ہیں۔

علامہ ابن حزم جو کہ مسلکِ اہلِ سنت اور خصوصاً سلفی اور اھل حدیث طبقہ میں معتبر الم سمجھے جاتے ہیں اور انہیں "امام الجلیل ،المحدث الفقیہ ،الاصولی، قوی العارضہ، شدید المعارضہ، بالغ الحجت، صاحب تصنیف، مجدد القرن الخامس" جیسے القابات سے نوازہ جاتا ہے، یزید کے متعلق لکھتے ہیں:

یزید بن معاویہ سے اس کے والد کے انتقال ہونے پر بیعت کی گئی .اس کی کنیت ابوخالد تھی. حسین بن علی بن ابی طالب (ع) اور عبداللہ بن زبیر بن العوم نے اس کی بیعت سے

انکار کیا ،پھر امام حسین علیہ السلام والرحمہ تو کوفہ کی طرف نہضت فرماگئے اور کوفے میں داخل ہونے سے پہلے ہی آپ (ع) کو شہید کر ڈالا گیا. حسین (ع) کی شہادت عثمان کی شہادت کے بعد اسلام میں تیسری مصیبت اور عمر بن خطاب کی شہادت کے بعد چوتھی مصیبت اور اسلام میں رخنہ اندازی ہے کیونکہ حسین (ع) کی شہادت سے مسلمانوں پر علانیہ ظلم توڑا گیا،اور عبداللہ بن زبیر نے مکہ معظمہ جا کر جوار الہیٰ میں پناہ لی. اور وہیں مقیم ہوگئے . یزید نے مدینہ نبوی حرم رسول اللہ (ص) اور مکہ معظمہ کیطرف جو اللہ تعالیٰ کا حرم ہے .اپنی فوجیں لڑنے کے لئے بھیجیں . چنانچہ حرہ کی جنگ میں مہاجرین اور انصار جو باقی رہ گئے تھے .ان کا قتل عام کیا . یہ حادثہ فاجعہ بھی اسلام کے بڑے مصائب اور اس میں رخنہ اندازمیں شمار ہوتا ہے کیونکہ افاضل مسلمین ،بقیہ صحابہ اور اکابر تابعین میں بہترین مسلمان اس جنگ میں کھلے دھاڑے ظلما" قتل کر دیئے گئے اور گرفتار کر کے ان کو شہید کر دیا گیا.یزیدی لشکر کے گھوڑے رسول اللہ (ص) کی مسجد میں جولانی دکھاتے رہے اور "ریاض الجنہ" میں آنحضرت(ص) کی قبر اور آپ (ص) کے منبر مبارک کے درمیان لید کرتے اور پیشاب کرتے رہے . ان دنوں مسجد نبوی میں کسی ایک نماز بھی جماعت نہ ہوسکی اور نہ بجز سعید المسیب کے وہاں کوئی فرد موجود تھا انھوں نے مسجد نبوی کو بالکل نہ چھوڑا اگرعمرو بن عثمان بن عفان اور مروان بن الحکم (یزید کے سالار لشکر) مجرم مسلم بن عقبہ کے سامنے یہ شہادت نہ دیتے کہ یہ دیوانہ ہے تو وہ ان کو بھی ضرور مار ڈالتا اور اس نے اس حادثہ میں لوگوں کو اس پر مجبور کیا کہ وہ یزید بن معاویہ سے اس شرط پر بیعت کریں کہ وہ اس کے غلام ہیں چاہے وہ ان کو بیچے ،چاہے ان کو آزاد کرے اور جب اس کے سامنے ایک صاحب نے یہ بات رکھی کہ ہم قرآن و سنت رسول (ص)کے حکم کے مطابق بیعت کرتے ہیں تو اس نے ان کے قتل کا حکم دیا اور انکو گرفتار کر کے فوراً قتل کر دیا گیا .اس مسرف یا مجرم مسلم بن عقبہ نے اسلام کی بڑی بے عزتی کی .مدینہ منورہ میں تین دن برابر لوٹ مار کا سلسلہ جاری رہا ، رسول اللہ (ص) کے صحابہ کو ذلیل کیا گیا اور ان پر دست دارازی کی گئی .ان کے گھروں کو لوٹا گیا ،پھر یہ فوج مکہ معظمہ کا محاصرہ کیا گیا اور بیت اللہ پر منجنیق سے سنگباری کی گئی . یہ کام حصین بن نمیر کی سر کردگی میں شام کے لشکروں نے انجام دیا جس کی وجہ یہ تھی کہ مجرم بن عقبہ مری کو تو جنگ حرہ کے تین دن بعد ہی موت نے آدبوچا تھا اور اب اس کی جگہ سالار لشکر حصین بن نمیر ہو گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے یزید کو بھی اسی طرح پکڑا جس طرح وہ غالب قدرت والا پکڑتا ہے .چنانچہ واقعہ حرہ کے بعد تین ماہ سے کم ، اور دو ماہ سے زائد کی مدت میں موت کے منہ میں چلا گیا اور یزیدی لشکر مکہ معظمہ سے واپس چلے گئے .یزید کی موت 15 ربیع الاول 64 ھجری کو واقع ہوئی .اس وقت اس کی عمر کچھ اوپر تیس سال تھی . اس کی ماں کا نام میسون بنت بجدل کلبیہ تھا.یزید کی مدت حکمرانی کل تین سال آٹھ ماہ اور کچھ دن تھی.

جوامع السیرہ، ص 357 (دارالمعارف مصر)۔

------------------------ اختتام باب نمبر 3 -----------------------------

باب نمبر 4: حاصلِ مطالعہ

اس آرٹیکل کا اختتام ہم آج کے دور کے سلفی عالمِ دین حسن بن فرحان المالکی کے الفاظ پر کرتے ہیں۔ حسن بن فرحان کی پیدائش 1390 ھ کی ہے اور وہ 1412 ھ میں جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ (ریاض، سعود عرب) سے فارغ و تحصیل ہوئے۔ وہ اپنی کتاب 'قراء ۃ فی کتاب العقائد' ص 172 پر اس بات کا قرار کرتے ہیں:

ثم بالغ أهل السنة في ردة الفعل وفي زيادة الدفاع عن معاوية وعن يزيد بن معاوية والدولة المروانية كلها وأخذوا يلمزون عليا والحسين على وجه الخصوص

اہلِ سنت کا رویہ کافی شدید رہا ہے اور وہ معاویہ اور یزید بن معاویہ اور مروانی سرکار کا دفاع کافی زیادہ کرتے ہیں اور وہ علی اور حسین پر خصوصاً تنقید کرتے رہے ہیں

اور سلفی علماء کے دہرے معیار پر بات کرتے ہوئے صفحہ 135 پر انہوں نے لکھا ہے:

فيذمون الشيعة لأنهم ينتقصون أصحاب النبي (صلى الله عليه وآله وسلم) بينما لا يذمون النواصب ولا يذكرونهم بسوء!! مع أنهم كانوا يلعنون علي بن أبي طالب

وہ (سلفی) شیعوں کی مذمت کرتے ہیں کیونکہ شیعہ اصحابِ رسول (ص) پر تنقید کرتے ہیں لیکن وہ (سلفی) نہ نواصب کی مذمت کرتے ہیں اور نہ ہی تو ان کو برے الفاظ میں یاد کرتے ہیں!! حالانکہ نواصب علی بن ابی طالب پر لعنت کیا کرتے تھے

اور آخر میں حسن بن فرحان کی تحقیق کے یہ الفاظ جو انہوں نے صفحہ 127 پر تحریر کیئے ہیں:

فانتشر النصب بين عموم طلبة العلم عندنا وخرج لنا هذا الجيل الذي ترون

نصب ہمارے اسلامی تعلیمات حاصل کرنے والے طلبہ میں سرائیت کرگیا ہے اسی لئے ہمارے سامنے (علماء) کی ایسی نسل موجود ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں